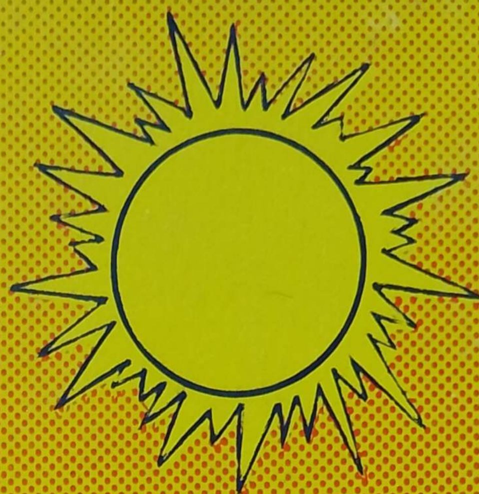


تفہیم الکتاب ۴

جلد ۲

بائبل

کا

پُرانا عہدنامہ

تفہیم الکتاب

جلد نمبر ۲

بائبل کا پُرانا عہد نامہ

از: جان آر۔ ڈبلیو سٹاٹ

ترجمہ: وِکلِف اے سِنگھ

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ

۳۶ فیروز پُور روڈ۔ لاہور۔۱۶

طابع ——— اے۔ این واکر

مطبع ——— مکتبۂ جدید پریس لاہور

بار ——— اوّل

تعداد ——— دو ہزار

قیمت ——— ۵ روپے

سنہ ۱۹۸۸ء

سلسلۂ **تفہیمُ الکتاب** ذیل کی کتابوں پر مشتمل ہے :

جلد نمبر ۱۔ بائبل کا مقصد اور مقام

جلد نمبر ۲۔ بائبل کا پُرانا عہد نامہ

جلد نمبر ۳۔ بائبل کا نیا عہد نامہ

جلد نمبر ۴۔ بائبل کا پیغام

جلد نمبر ۵۔ بائبل کا اِستعمال

فہرستِ مضامین

پیشِ لفظ

ہماری رُوحانی زِندگی اِس لئے عامیانہ ہے کیونکہ ہمارا مسیح کے بارے میں تصوّر عامیانہ ہے ۔ چونکہ ہم مسیح کے بارے میں گھٹیا اَور معمُولی نظریات رکھتے ہیں اِس لئے ہم رُوحانی طور پر مُفلِس ہیں ۔ اَیسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کلیسیا یسُوعؔ مسیح کی عظمت کو نہیں سمجھتی ۔ وُہ نہیں جانتی کہ اِس کا کیا مطلب ہے کہ وُہ کائنات کا خُداوند اَور کلیسیا کا خُداوند ہے جِس کے سامنے ہمارا مقام یہ ہے کہ اپنے مُنہ کے بَل خاک میں گرے رہیں ۔ اَور نہ ہمیں اُس کی فتح کا ایسا اندازہ ہے جَیسے کہ نئے عہد نامہ میں اُسے بیان کیا گیا ہے کہ سب چیزیں اُس کے پاؤں کے نیچے کر دی گئی ہیں ، لہٰذا اگر ہم مسیح سے پیوست ہو گئے تو پھر سب چیزیں ہمارے بھی پاؤں کے نیچے ہیں ۔

اَیسا لگتا ہے کہ آج کل ہماری سب سے بڑی ضرُورت یسُوعؔ مسیح کی وسیع رُؤیا ہے ۔ ہمیں اُسے ایسے دیکھنا ہے کہ اُس میں خُدا کی ساری معمُوری سکُونت کرتی ہے اَور اُسی میں ہم زِندگی کی معمُوری پاتے ہیں (کلسیوں ۱ : ۱۹ ؛ ۲ : ۹ - ۱۰) ۔

صِرف ایک ہی راستہ ہے جِس کے ذریعہ ہم یسُوعؔ مسیح کا صاف ، دُرست اَور اعلیٰ تصوّر حاصِل کر سکتے ہیں اَور وُہ ہے بائبل مُقدّس ۔ بائبل میں ہم خُداوند یسُوعؔ مسیح کی خوبصُورت تصوِیر دیکھتے ہیں ۔

اُس کو اُس کی پُوری معموری میں دیکھنے کے لئے ضرُوری ہے کہ ہم اُسے اُسی طرح دیکھیں جِس طرح کہ خُدا اُسے پیش کرتا ہے ۔ اُس نے یسُوعؔ مسیح کو ایک خاص جُغرافیائی ، تاریخی اَور دِینیاتی سیاق وسباق میں دُنیا کو دیا ۔ باالفاظِ دیگر اُس نے اُسے ایک خاص جگہ (فلسطین) ، ایک خاص وقت (صدیوں کی یہُودی تاریخ کی معراج) اَور انسان پر اپنے بتدریج مکاشفہ کے ایک خاص مرحلے پر بھیجا ۔ پس اِس سِلسلہ کی پانچ کتُب کا تعلق بائبل کے جُغرافیہ ، تاریخ ، دینیات ، اختیار اَور اِستعمال

سے ہے۔

اِن کا مقصد یہ ہے کہ اِس کے پس منظر کو پیش کیا جائے جس میں خُدا نے مسیح کو بنی نوع انسان کے پاس بھیجا تاکہ قاری اُس پس منظر سے آگاہ ہو کر اس سے زیادہ بہتر طور پر روشناس ہو جائے اور یوں دُوسروں کے سامنے اُسکو اُس کی جلالی معموری میں پیش کرنے کے زیادہ قابل بنے۔

—— مُصنّف ——

عہدِ عتیق

مسیحیت بُنیادی طور پر ایک تاریخی مذہب ہے۔ خُدا کا مکاشفہ جسے مسیحی قبول کرتے اور دُوسروں تک پہنچاتے ہیں، خلا میں نہیں دیا گیا تھا بلکہ ایک قوم جسے اسرائیل کہا جاتا ہے اور ایک شخص جو مسیح کہلاتا ہے کے وسیلہ سے اُس کا اظہار تاریخی حالات میں ہُوا۔ پس ہمیں اسے کبھی بھی اِس کے تاریخی سیاق و سباق سے الگ نہیں کرنا چاہیے۔ ہم بائبل کو صرف اِس کے تاریخی پس منظر میں ہی سمجھ سکتے ہیں۔

لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بائبل مُقدّس میں جو تاریخ پائی جاتی ہے وُہ موجُودہ زمانہ کی تاریخ کی تعریف پر ہر لحاظ سے پُوری اُترتی ہے۔ آج ایک مؤرخ سے توقع کی جاتی ہے کہ وُہ اپنے زمانہ کے حالات کو مفروضے طور پر بیان کرے۔ لیکن بائبل مُقدّس کے مُصنّفین اِس قسم کا دعویٰ نہیں کرتے۔ اِس کے برعکس وُہ اپنے زمانہ کے انبیاء سمجھے جاتے ہیں کیونکہ وُہ الٰہی تاریخ رقم کر رہے تھے یعنی خُدا کے ایک خاص قوم کے ساتھ سُلوک اور خاص مقصد کو بیان کر رہے تھے۔ وُہ یقین رکھتے تھے کہ خُدا نے "کسی اور قوم سے ایسا سُلوک نہیں کیا" (زبُور ۱۴۷: ۲۰)۔ لہٰذا اُن کا ریکارڈ، تاریخ کی نسبت شہادت زیادہ ہے۔ وُہ درحقیقت اپنے اقرار الایمان کو رقم کر رہے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے خاص خاص واقعات چُن کر اور ایسے طریقے سے پیش کیا جو قدرے غیر متوازن نظر آتا ہے۔ مثلاً، بابل، فارس، مصر، یُونان اور رومہ، جن میں سے ہر ایک، ایک زبردست سلطنت تھی اور ایک نہایت اعلیٰ تہذیب و تمدّن کی مالک تھی، اُنہیں اُس وقت ہی شامل کیا گیا جب کہ وُہ صحرائے عرب کے کنارے واقع دو[2] چھوٹی چھوٹی اور غیر معرُوف ریاستوں یعنی اسرائیل اور یہوداہ کی قسمت پر حملہ آور ہُوئیں۔ یہاں یُونان کے عظیم فلاسفروں مثلاً سقراط، ارسطو اور افلاطون کا ذکر نہیں

نہیں ملتا اور نہ قومی ہیرو مثلاً سکندرِ اعظم (ماسوا اشارۃً) اور یولیس سیزر کا۔ اس کی بجائے پاک نوشتے اپنی توجہ ابرہام، موسیٰ، داؤد، یسعیاہ اور نبیوں پر جن پر خُدا کا کلام منکشف ہُوا اور یسوع مسیح پر جو خُدا کا مجسّم کلام ہے مرکوز رکھتے ہیں۔ کیونکہ پاک نوشتوں کا تعلق اِس دُنیا کی حکمت، دَولت یا طاقت سے نہیں ہے بلکہ خُدا کی نجات سے ہے۔ بائبل کی تاریخ نجات کی تاریخ ہے۔

بائبل کی تاریخ کی لپیٹ بڑی وسیع اور عالیشان ہے۔ اگرچہ اس میں اِنسانی تہذیب کی اکثر باتوں کو جو دُنیا کی کسی بھی تاریخ میں بڑا نمایاں مقام رکھتی ہیں شامل نہیں کیا گیا، تاہم اصُولی طور پر اور خُدا کے نظریہ کے مُطابق یہ انسان کی تمام تاریخ کو اُس کے آغاز سے لے کر جب "خُدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا" اُس کے انجام تک جب وُہ "نیا آسمان اور نئی زمین پَیدا کرے گا" بیان کرتی ہے (پیدائش ۱:۱؛ مکاشفہ ۲۱: ۱، ۵)۔

مسیحی، تاریخ کو دو ۲ حصّوں یعنی قبل از مسیح اور بعد از مسیح میں یہ ایمان رکھتے ہُوئے تقسیم کرتے ہیں کہ مسیح کی اِس دُنیا میں آمد تاریخ کی سرحد ہے۔ بعینہٖ مسیح یسوع کی زندگی ہے۔ وُہ بائبل مُقدّس کو دو ۲ حصّوں میں تقسیم کرتی ہے۔ عہدِ عتیق اُس کی آمد کی طرف دیکھتا ہے اُس کے لئے تیاری کرتا ہے، جبکہ عہدِ جدید اُس کی زندگی، موت اور قیامت کو بیان کرتا ہے۔ نیز وُہ بتاتا ہے کہ مسیح کی زندگی، موت اور قیامت کے نوزاد کلیسیا کے لئے کیا نتائج نکلے۔

مَیں اِس کتاب میں عہدِ عتیق کا خاکہ یا خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ خاکہ اِس کتاب کی جلد ۳ میں بھی جاری رہے گا جس میں عہدِ جدید کو بیان کیا جائیگا۔ [1] پُرانے عہدنامے میں ۳۹ کتابیں شامل ہیں۔ یہ کتابیں نہ تو اپنی تاریخِ تصنیف کے مُطابق اور نہ اپنی مضامین کی تاریخ کے مُطابق ترتیب دی گئی ہیں بلکہ اپنے ادبی طرز کے مُطابق۔ عہدِ عتیق میں تقریباً تین ۳ قسم کا ادب پایا جاتا ہے: تاریخ، نظم اور

---

۱ بائبل مُقدّس میں جس ترتیب سے کتابوں کو رکھا گیا ہے وُہ عبرانی بائبل سے مُختلف ہے۔ مسیحی ترتیب ہفتادی ترجمہ یعنی اُس یُونانی ترجمہ کے مُطابق ہے جو ۲ صدی قبل از مسیح کیا گیا۔

نبوّت۔ تواریخی کتُب (توریت کی پانچ کتُب یعنی پیدائش سے استثنا تک اور مزید ۱۲ کتابیں ایک مُسلسل کہانی بیان کرتی ہیں۔ یہ پیدائش باب ۱ میں انسان کی تخلیق اور باب ۱۲ میں ابرہام کی بُلاہٹ سے شرُوع ہوتی ہے۔ پھر اسرائیل کی تاریخ کو بیان کرتی ہیں۔ توریت میں قوم کی پیدائش کے مُتعلق بتایا گیا ہے۔ یشوع، قضاۃ، سموئیل، سلاطین اور تواریخ کی کتُب میں مُلکِ موعُود میں اُن کے سات صدیوں کے حالات درج ہیں اور عزرا اور نحمیاہ کی قیادت میں اُن کے دوبارہ بحال ہونے کے حالات۔ اِن ۱۷ تواریخی کتُب کے بعد عبرانی نظم یا حکمت کی پانچ کتُب آتی ہیں یعنی ایوب، زبور، امثال، واعظ اور غزل الغزلات۔ آخر میں ۱۷ نبوّتی کتابیں ہیں جن میں پانچ انبیائے اکبر (یسعیاہ، یرمیاہ، نوحہ، حزقی ایل اور دانی ایل) اور بارہ ۱۲ انبیائے اصغر (ہوسیع سے ملاکی تک) شامل ہیں۔

تخلیق

بائبل مُقدّس کا بیان کائنات، زمین، زندگی اور اِنسان کی تخلیق کے شاندار بیان سے شرُوع ہوتا ہے۔ یہ شرُوع ہی سے یہ بیان کرتی ہے کہ خُدا جس نے بعد میں اپنے آپ کو اسرائیل پر ظاہر کیا، صرف اسرائیل ہی کا خُدا نہیں ہے۔ اسرائیلیوں کو یاہوہ[1] کو اپنا قومی بھاگوان نہیں سمجھنا چاہیئے جیسے کہ موآبی کموس دیوتا کو اور عمُونی ملکوم یا مولک دیوتا کو سمجھتے تھے۔ کیونکہ خُدا کوئی چھوٹا دیوتا یا کسی قبیلہ کا دیوتا نہیں ہے جس کی دلچسپی اور تسلّط اُس قبیلہ اور اُس کے علاقے تک محدُود ہو۔ وُہ تمام کائنات کا خُداوند ہے۔

ایک لحاظ سے یہ درست ہے کہ پیدائش کی کتاب میں تخلیق کا بیان زمین اور

---

۱ اگرچہ یاہوہ، یہوواہ کی نسبت کم جانا پہچانا جاتا ہے تاہم عبرانی میں یہی درست ہے جسکی اہمیّت کو مُوسیٰ پر خروج ۳: ۱۳-۱۵ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اُردو میں اِس کا ترجمہ "خُداوند" کیا گیا ہے۔

اِنسان دونوں پر مرکوز ہے کیونکہ یہ بیان اِنسان کے نکتۂ نظر سے کیا گیا ہے لیکن مجموعی طور پر اِس کا مرکز خدا ہی ہے جس نے ہر ایک شے کو تخلیق کیا:

"خدا نے اِبتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا . . . خدا نے کہا . . . اور خدا نے دیکھا . . . اور خدا نے کہا . . . اور خدا نے برکت دی اور خدا . . . فارغ ہُوا"۔

یہ سادہ بیان جو خالق خدا کے ساتھ دانائی، مقصد، قدرت، اور نیکی و مہربانی کو منسوب کرتا ہے۔ قدیم مشرقِ قریب کی تخلیق کی اُن خیالی بلکہ نفرت انگیز کہانیوں سے قطعی مختلف ہے۔ اِن دونوں میں جو مطابقت پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ وہ دونوں ویران اور سنسان سے شروع کرتے ہیں اور کسی قسم کے نظامِ کائنات پر ختم ہوتے ہیں۔ وہ مصنوعی ہے، جبکہ ان دونوں میں جو فرق ہے وہ بہت بڑا ہے۔ مشرقِ قریب کی داستانیں کمزور، مشرکانہ، اخلاق سے گری ہوئی اور بے ڈھنگی ہیں لیکن بائبل کا بیان پُروقار، توحید پرستانہ، اخلاق سے بھرا ہُوا اور سنجیدہ ہے۔

پیدائش کی کتاب میں تخلیق کا بیان خدا سے شروع ہوتا ہے (خدا نے ابتداء میں)۔ اور درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہے (خدا نے کہا . . .) اور انسان کے ساتھ ختم ہوتا ہے (خدا نے اِنسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا)۔

خدا نے آدم کو کِس سن میں پیدا کیا؟ انگریزی بائبل کے انھورائزڈ ورژن[1] میں جو تاریخ ۱۷۰۱ء میں شامل کی گئی ہے اُس کا حساب آرماغ کے آرچ بشپ جیمز اشر نے بائبل کے نسب ناموں کے مطابق لگایا۔ اس نے پیچھے کی طرف حساب لگاتے ہوئے بتایا کہ آدم ۴۰۰۴ ق م میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن نسب نامے کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ مکمل ہیں۔ مثلاً یسوع مسیح کے نسب نامہ میں لکھا ہے کہ "یورام سے عزیاہ پیدا ہوا" (متی ۱: ۹) لیکن سلاطین کی دوسری کتاب سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ اُس کا پردادا تھا۔ یہاں پُورے تین پشتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ نیز مشرقِ قریب کے بارے میں تازہ تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ نسب ناموں میں اِس قسم کی

[1] Authorized Version 1611 A.D.

چھوٹ قطعی جائز تھی۔

یہاں متن خود ہمیں چند اشارے مہیّا کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش ابواب ۲ اور ۳ میں آدم اور اُس کی اولاد کے بارے میں بیان کا تعلق پتھر کے زمانے[1] کے آخری دَور سے ہے۔ اِس بیان سے ظاہر ہے کہ خدا نے آدم کو باغِ عدن میں اِس لئے رکھا تاکہ وہ اُس کی "باغبانی اور نگہبانی کرے"۔ اُس کے بیٹوں قائن اور ہابل کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ "ہابل بھیڑ بکریوں کا چرواہا اور قائن کسان تھا"۔ اور قائن نے "ایک شہر بسایا" جو ممکن ہے صحیح معنوں میں شہر نہ ہو۔ یہ اشارے بڑے اہم ہیں کیونکہ کاشتکاری اور جانور پالنا اور گاؤں میں سماجی زندگی بسر کرنا، پتھر کے زمانہ کے آخری دَور سے پہلے شروع نہیں ہوئے تھے۔ اِس کے چند نسلوں بعد ہم "بین اور بانسلی بجانے" اور "پیتل اور لوہے" کے تیز ہتھیار بنانے والوں کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ چونکہ پتھر کے زمانے کے آخری دَور کے آغاز کو عام طور پر ۶۰۰۰ ق م مانا جاتا ہے اِس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آدم اِسی تاریخ کا تھا۔

پیدائش کی کتاب کا دوسرا باب ہمیں بتاتا ہے کہ کام اور آرام (چھ دِن کام اور ایک دِن آرام) اور یک زوجگی "تخلیقی" احکام ہیں جو خدا نے دُنیا میں گناہ کے داخل ہونے سے پیشتر اِنسان کے فائدے کے لئے دِئے تھے۔ پیدائش باب ۳ میں اِنسان کی نافرمانی کے باعث گناہ کے دُنیا میں داخل ہونے اور مابعد کے ابواب میں اِس کے باعث اِنسان اور سماج میں جو تباہی آئی اُس کا اور خدا کی بدیہی عدالت کا بیان ہے۔ طوفانِ نوح، انسان کی بدی کے بارے میں خدا کی عدالت اور نوح کے خاندان اور بعد کی نسلوں کے لئے جو خدا کے اِس عہد میں شامل ہیں کہ "جب تک زمین قائم ہے بیج بونا اور فصل کاٹنا، سردی اور تپش، گرمی اور جاڑا، دِن اور رات موقوف نہ ہوں گے" (پیدائش ۸: ۲۲) خدا کے رحم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ طوفان ہمارے لئے ایک جیتے جاگتے سبق کے طور پر رقم کیا گیا ہے۔ اِسی طرح بابل کا برج بھی، ممکن ہے بابلی زگورات[2] یا اِسی قسم کی کوئی اور

[1] Stone Age [2] ziggurat - مندر کے برج جنہیں اینٹوں سے اہرام کی شکل میں مصنوعی ٹیلوں پر تعمیر کیا جاتا تھا۔ بابل میں زگورات تعمیر کئے جاتے تھے اور اُن کے نشان تقریباً ۳۰۰۰ ق م تک ملتے ہیں۔

چیز ہو۔ اِس کو بھی اِنسانی تکبّر پر خُدا کی عدالت بتایا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ نِکلا کہ خُداوند نے اُن لوگوں کو تمام رُوئے زمین پر پراگندہ کر دیا (پیدائش ۱۱: ۱-۹)۔

خُدا کا ابرہام سے وعدہ

خُدا نے ۲۰۰۰ ق م کے تھوڑے ہی عرصے بعد ابرہام کو بُلایا اور یہاں سے ایک نہایت اہم نیا آغاز ہُوا ہے۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ اُسے یہ بلاہٹ پہلے پہل کسدیوں کے اُور میں مِلی تھی۔ اُسے ایک اور وطن اور نئے ناتے داروں کے بدلے جو خُدا اُسے بعد میں دینے کو تھا اپنے وطن اور ناتے داروں کو چھوڑنے کے لئے کہا گیا:

"اور خُداوند نے ابرام سے کہا کہ تُو اپنے وطن اور اپنے
ناتے داروں کے بیچ سے اور اپنے باپ کے گھر سے نِکل کر
اُس مُلک میں جا جو مَیں تجھے دِکھاؤں گا۔ اور مَیں تجھے ایک
بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دُوں گا اور تیرا نام سرفراز کرونگا۔
سو تُو باعثِ برکت ہو۔ جو تجھے مُبارک کہیں اُن کو مَیں برکت
دُونگا اور جو تجھ پر لعنت کرے اُس پر مَیں لعنت کرُوں گا
اور زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے"
(پیدائش ۱۲: ۱-۳)۔

بنیادی طور پر خُدا کا وعدہ یہ تھا کہ "مَیں تجھے برکت دُوں گا"۔ اِس کا اِعادہ اُس نے بعد میں بھی کیا:

"مَیں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے
درمیان ... اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا ..."
(پیدائش ۱۷: ۷)۔

یہ اُس عہد کا لُبِّ لُباب تھا جو خُدا نے بنی اسرائیل کے ساتھ باندھا اور جس کو بار بار پُرانے عہدنامہ میں دُہرایا گیا کہ "مَیں تُمہارا خُدا ہُوں گا اور تم میرے لوگ ہو گے"۔

اِس عہدی تعلق کے علاوہ، خُدا نے ابرہام سے ایک مُلک اور ایک نسل کا بھی وعدہ کیا۔ بغیر مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ نہ صِرف باقی پُرانا عہدنامہ بلکہ تمام نیا عہدنامہ بھی خُدا کے اِن وعدوں کے پُورا ہونے کی عملی صُورت کو پیش کرتا ہے۔ عہدِ عتیق کے زمانہ میں بنی اسرائیل موعُودہ نسل اور مُلک کنعان موعُودہ مُلک تھا۔ لیکن اِس وعدے میں یہ بھی شامل تھا کہ "زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے"۔ یہ وعدہ مسیح میں پُورا ہُوا ہے، کیونکہ یسوعؔ مسیح اور اُس کے لوگ ہی ابرہام کی حقیقی نسل ہیں، جیسا کہ پولُس رسُول گلتیوں کو لِکھتا ہے:

"اگر تُم مسیح کے ہو تو ابرہام کی نسل اور وعدہ کے مُطابق وارث ہو"
(گلتیوں ۳: ۲۹)۔

آخری تکمیل تاریخ کے بعد ہوگی۔ اُس وقت ابرہام کی نسل اِتنی زیادہ ہوگی کہ کوئی اُسے شمار نہ کر سکے گا۔ وُہ اُس وقت "آسمان کے تاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند" ہوگی اور اُن کی میراث نیا یروشلیم ہوگا یعنی وُہ شہر "جس کا معمار اور بنانے والا خُدا ہے" (مکاشفہ ۷: ۹؛ پیدائش ۲۲: ۱۷؛ عبرانیوں ۱۱: ۸-۱۲، ۱۶، ۳۹-۴۰)۔

خُدا، ابرہام کی زندگی میں متواتر اپنے عہد کی تصدیق کرتا رہا اور پھر اُس نے اِس کی تصدیق اُس کے بیٹے اِضحاق اور پوتے یعقوب سے بھی کی (ابرہام کے ساتھ پیدائش ۱۵: ۱-۶؛ ۱۷: ۱-۸؛ ۲۲: ۵-۱۸، اضحاق کے ساتھ پیدائش ۲۶: ۱-۵، یعقوب کے ساتھ پیدائش ۲۸: ۱۳-۱۵؛ ۳۵: ۹-۱۲)۔ ابرہام، اضحاق اور یعقوب کا نسی کے زمانہ میں زندہ تھے لیکن وُہ اُس سے مُستفیض نہ ہُوئے کیونکہ وُہ خانہ بدوش تھے۔ اُن کی مِلکیت حبرُون کے نزدیک صِرف تھوڑی سی زمین تھی جو ابرہام نے خریدی تھی تاکہ اُس کی غار میں اپنی بیوی سارہ کو دفن کرے (پیدائش باب ۲۳)۔

یعقوب کے (جس کا دُوسرا نام اِسرائیل تھا) ۱۲ بیٹے تھے۔ درحقیقت یہی پہلے "بنی اسرائیل" تھے۔ لیکن اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کے اِن بزرگوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام مُلکِ موعُودہ میں نہیں گذارے بلکہ مِصر میں جہاں وُہ قحط کی وجہ سے گئے تھے اور اُنہوں نے وہیں وفات بھی پائی۔ یُوسف، مِصر کا اعلیٰ ترین افسر بن گیا۔ غالباً ایک طرح وُہ وہاں کا وزیرِ اعظم تھا۔ اِس قِسم کی ترقی بعید از قیاس

نہیں جیسے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کیونکہ قریباً ۱۷۰۰ ق م سے مِصر پر ہائیکسس[۱] خاندان حُکمران تھا۔ اُنہیں "چرواہا بادشاہ" کہا جاتا تھا اور وُہ خود بھی سامی النسل تھے۔ لیکن یوسف بھی جلاوطنی میں مَرا اور پیدائش کی کتاب کا اختتام اِس بیان سے ہوتا ہے:

"اور اُنہوں نے اُس کی لاش میں خوشبو بھری اور اُسے مِصر ہی
میں تابُوت میں رکھا" (پیدائش ۵۰: ۲۶)۔

اِس بیان کا کہ "تب مِصر میں ایک نیا بادشاہ ہُوا جو یُوسف کو نہیں جانتا تھا" (خرُوج ۱: ۸) مطلب یہ ہے کہ اَب مِصر پر ایک نیا خاندان حکومت کرنے لگا تھا۔ غالباً یہ اُنیسواں خاندان تھا۔ اِس سے پہلے فرعونوں نے پتوم اَور رعمسیس کے شہر اَور ڈیلٹا کے علاقہ میں جہاں اسرائیلی مقیم تھے شاہی محل تعمیر کئے۔ اِس وجہ سے وُہ آسانی سے اِسرائیلیوں کو غُلام مزدور کے طور پر اِستعمال کرسکتے تھے (خرُوج ۱: ۱۱)۔ اَور پھر جُوں جُوں زمانہ گذرتا گیا اِسرائیلیوں کی غُلامی زیادہ سخت، ظالمانہ اَور ناقابلِ برداشت ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ سخت محنت سے گارا اَور اینٹ بنانے اَور کھیت میں ہر قسم کی خِدمت لینے سے اُن کی زندگی تلخ ہوگئی (خرُوج ۱: ۱۴)۔

اِسرائیلی، مِصر کی غلامی میں ۴۳۰ سال رہے (خرُوج ۱۲: ۴۰، ۴۱)۔ لیکن خُدا کے وعدے کا کیا ہُوا؟

مِصر سے خرُوج

جب بنی اِسرائیل فرعون کی ظالمانہ حکومت کے تحت پِس رہے تھے تو اُنہوں نے خُدا سے رہائی کے لئے فریاد کی:

"اور خُدا نے اُنکا کراہنا سُنا اور خُدا نے اپنے عہد کو جو ابرہام
اور اِضحاق اور یعقوب کے ساتھ تھا یاد کیا" (خرُوج ۲: ۲۴)۔

---

[۱] Hyksos

لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ خُدا پہلے ہی سے اُس رہائی دِلانے والے کو تیار کر رہا تھا۔ اُس نے اپنی شاندار پیش بینی سے مُوسیٰ کی پرورش مِصری محل میں کی اَور "مُوسیٰ نے مِصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی" (خرُوج ۲: ۱-۱۰؛ اعمال ۷: ۲۲)۔ لیکن اُسے اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے فرار ہونا پڑا اَور وُہ مُلکِ مِدیان میں جا بسا (خرُوج ۲: ۱۱-۱۵)۔ یہاں پر ہی کوہِ حورب (یا کوہِ سینا) کے نزدیک جہاں بعد ازاں خُدا اُس نئی نسل کو دس احکام دینے کو تھا وُہ جلتی جھاڑی میں سے مُوسیٰ کے ساتھ ہمکلام ہُوا:

"میں تیرے باپ کا خُدا یعنی ابرہام کا خُدا اَور اِضحاق کا خُدا
اَور یعقوب کا خُدا ہُوں" (خرُوج ۳: ۱-۶)۔

خُدا نے مُوسیٰ کو کہا کہ وُہ عنقریب بنی اِسرائیل کو اُن کی غُلامی سے رہائی دِلائے گا اَور اُنہیں مُلک موعُود میں لے جائیگا۔ پھر اُس نے مُوسیٰ کو حُکم دیا کہ وُہ فرعون کے پاس جائے اَور خُدا کی اُمّت کی رہائی کا مُطالبہ کرے۔

پہلے پہل تو مُوسیٰ کے دِل میں کافی خدشات پیدا ہُوئے۔ وُہ فرعون سے خوفزدہ تھا۔ وُہ اپنی قوم سے ڈرتا تھا کہ نہ معلُوم اُن کا ردِّ عمل کیا ہوگا! لیکن خُدا نے تسلّی دیتے ہُوئے کہا:

"تُو بنی اسرائیل سے یُوں کہنا کہ خُداوند تُمہارے باپ دادا کے
خُدا ابرہام کے خُدا اَور اِضحاق کے خُدا اَور یعقوب کے خُدا نے
مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے..." (خرُوج ۳: ۱۵)۔

بالآخر مُوسیٰ نے خُدا کا حُکم مانا اور بنی اِسرائیل نے بھی اُسے اپنا راہنما تسلیم کرلیا۔ لیکن فِرعون غالباً رعمسیس نے جس نے مِصر پر ۶۶ سال حکومت کی (۱۲۹۰ تا ۱۲۲۴ ق م) اِنکار کر دیا۔ بائبل کی زبان میں "اُس نے اپنا دِل سخت کرلیا"۔ اُس نے صِرف اُس وقت ہی بنی اِسرائیل کو جانے کی اجازت دی جبکہ یہوواہ نے دس آفات کے ذریعہ مِصر کے تمام دیوتاؤں پر اپنی برتری ثابت کردی (خرُوج ۴: ۲۷- ۱۳: ۱۶)۔ غالباً بنی اِسرائیل نے ۱۲۸۰ ق م کے قریب مِصر سے خرُوج کیا۔

بحیرۂ قلزم جسے بنی اسرائیل نے عبُور کیا، غالباً خلیج سوئیز کے شمالی کنارے پر کم گہرا پانی تھا۔ معجزہ "تُند پُوربی آندھی" نہیں ہے جس نے پانی کو ہٹا کر دو حِصّے کردیا ہے

بلکہ یہ کہ خُدا نے اُسے عین اُس وقت بچایا جبکہ "مُوسیٰ نے اپنا ہاتھ سمُندر کے اُوپر بڑھایا" (خروج ۱۴: ۲۱)۔

بنی اسرائیل اس بات کو کبھی نہیں بھُولے کہ خُدا نے فوق الفطرت مداخلت کے ذریعہ اُنہیں مصر سے رہائی دلائی تھی۔ وُہ اِسے خُدا کی قدرت اور رحمت کی مثال کے طور پر اپنی عام عبادتوں میں گایا کرتے تھے :

"اُس نے اُن کو اپنے نام کی خاطر بچایا
تاکہ اپنی قدرت ظاہر کرے۔
اُس نے بحرِ قلزم کو ڈانٹا اور وُہ سُوکھ گیا۔
وُہ اُن کو گہراؤ میں سے ایسے نکال لے گیا جیسے بیابان میں سے
اور اُس نے اُن کو عداوت رکھنے والے کے ہاتھ سے بچایا
اور دُشمن کے ہاتھ سے چُھڑایا" (زبُور ۱۰۶: ۸-۱۰)۔

"خدا کا شُکر کرو کیونکہ وُہ بھلا ہے
کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔
اِلٰہوں کے خُدا کا شُکر کرو
کہ اُسکی شفقت ابدی ہے ...
اُسی کا جس نے مصر کے پہلوٹھوں کو مارا
کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔
اور اِسرائیل کو اُن میں سے نکال لایا
کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔
قوی ہاتھ اور بلند بازُو سے
کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔
اُسی کا جس نے بحرِ قلزم کو دو حصے کر دیا
کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔
اور اِسرائیل کو اُس میں سے پار کیا
کہ اُسکی شفقت ابدی ہے" (زبُور ۱۳۶: ۱-۲، ۱۰-۱۴)۔

اسرائیلی، جو کہ تعداد میں بہُت زیادہ اور خستہ حال تھے، ساحل کے ساتھ "شاہراہِ فلسطین" پر سفر کرتے ہُوئے براہِ راست مُلکِ موعُود کو نہیں گئے بلکہ مُوسیٰ کی ہدایت کے مُطابق وُہ پہلے اپنے خُدا سے کوہِ سینا پر ملنے کے لئے جنوب مشرق کی طرف مُڑے۔ اُنہیں وہاں پہنچنے کے لئے تین ماہ لگے اور پھر اُنہوں نے اُس کے دامن میں تقریباً ایک سال قیام کیا۔

یہاں خُدا نے بنی اسرائیل کو تین۳ بیش قیمت تحفے دیئے یعنی ایک تجدید شُدہ عہد، اخلاقی شریعت اور کفارہ بخش قربانیاں۔

خُدا نے سب سے پہلے اپنے عہد کی تجدید یا تصدیق کی۔ اُس نے پہاڑ پر مُوسیٰ کو کہا کہ وُہ بنی اسرائیل کو بتائے کہ

"تُم نے دیکھا کہ مَیں نے مصریوں سے کیا کیا کیا اور تُم کو گویا عُقاب کے پَروں پر بیٹھا کر اپنے پاس لے آیا۔ سو اب اگر تُم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تُم ہی میری خاص مِلکیت ٹھہرو گے کیونکہ ساری زمین میری ہے۔ اور تُم میرے لئے کاہنوں کی ایک مملکت اور ایک مُقدس قوم ہو گے" (خرُوج ۱۹: ۴-۶)۔

دُوسرا، خُدا نے اسرائیل کو اخلاقی شریعت دی۔ اس عہد میں اسرائیل کا حِصّہ اِس شریعت کی فرمانبرداری تھا۔ اِس شریعت کا خُلاصہ دس۱۰ احکام تھے۔ لیکن اِن احکام میں مزید احکام کا (تُم یہ کرو اور وُہ نہ کرو) اور مختلف موقعوں کے لئے قانونی ہدایات "اگر کوئی آدمی ..." کا بھی اضافہ کیا گیا۔ جب بنی اسرائیل نے اِس شریعت پر عمل کرنے کا اقرار کیا تو خُدا نے اس عہد پر قربانی کے خُون کے ذریعہ مُہر تصدیق ثبت کی۔

تیسرا، خُدا نے اپنی شریعت کے سِلسلے میں بھُول چُوک کے علاج کا بھی انتظام کیا۔ اُس نے "خیمۂ اجتماع" بنانے کی ہدایات دیں۔ یہ ایک مستطیل خیمہ تھا جس کی لمبائی ۴۵ فُٹ اور چوڑائی ۱۵ فُٹ تھی۔ اِس کے ڈھانچے پر رنگدار پردے تنے ہوئے تھے اور اِسے بکریوں کے بالوں اور پن روک[1] کھالوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ اِس کے

[1] water proof

اندر دو۲ کمرے تھے یعنی پاک مقام اور پاک ترین مقام - پاک ترین مقام، بڑے کمرے کی جسامت سے آدھا تھا- اِن دونوں کمروں کے درمیان ایک پردہ تھا جو اُنہیں ایک دُوسرے سے الگ کرتا تھا- پردے کے اِس طرف یعنی پاک مقام میں سونے کا شمع دان، بخُور جلانے کی قربان گاہ اور ایک میز تھی جس پر نذر کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں- پردے کے دُوسری طرف یعنی پاک ترین مقام میں لکڑی کا مُقدّس صندُوق یا عہد کا صندُوق رکھا ہُوا تھا جس میں پتھّر کی وُہ تختیاں تھیں جن پر دس احکام لکھے ہُوئے تھے- اِس کے سُنہری ڈھکنے کو "رحم گاہ" کہتے تھے جس پر دو۲ کروبی (فرشتے) سایہ کئے ہُوئے تھے- اگر یہ کسی مندر میں ہوتا تو یقیناً کسی بُت کا تخت ہوتا- لیکن اسرائیل کے مَقدِس میں ایسا نہیں تھا کیونکہ اُنہیں بُت سازی سے منع کیا گیا تھا- اِس کے برعکس یہاں خُدا اپنے آپ کو نُور میں ظاہر کیا کرتا تھا جسے "شکینہ" کہتے تھے یعنی اپنے لوگوں کے درمیان خُدا کی سکُونت کرنے والی حضُوری (مثلاً دیکھئے خرُوج ۲۵: ۸؛ ۴۰: ۳۴)-

خیمۂ اجتماع ایک بڑے صحن میں نصب کیا ہُوا تھا- مشرق کی طرف کے دروازے کے باہر پیتل کا ایک حوض تھا جہاں کاہن اپنے ہاتھ پاؤں دھوتے تھے- یہیں ایک بڑا مذبحہ بھی تھا جس پر جانوروں کی قرُبانیاں جلائی جاتی تھیں-

خیمۂ اجتماع کے کپڑے لتّوں، ساز و سامان اور ساخت کی تفصیلات، خرُوج ابواب ۲۵-۲۷ اور ۳۵-۴۰ میں دی گئی ہیں- پانچ بنُیادی قرُبانیوں کے بارے میں احبار ابواب ۱-۷ میں بتایا گیا ہے اور کاہنوں کے لباس، طہارت اور فرائض کی تفصیلات خرُوج ابواب ۲۸، ۲۹ اور احبار کی باقی کتاب میں دی ہُوئی ہیں-

خاص اہمیّت کی وُہ رسم ہے جو سالانہ یوم کفّارہ کے لئے مُقرّر کی گئی تھی (احبار باب ۱۶)- اِس موقع پر خُدا نے سردار کاہن کو حُکم دیا تھا کہ وُہ دو۲ بکرے لے- ایک بکرے کو وُہ بطورِ گناہ کی قرُبانی ذبح کرے اور اُس کا کچُھ خوُن پردے کے اندر یعنی پاک ترین مقام میں لے جا کر رحم گاہ پر چھڑکے- یہ خوُن اُس زِندگی کو پیش کرتا ہے جو اُس گنہگار کے بدلے دی گئی تھی جو زندہ رہنے کا حق دار نہ رہا تھا-

"کیونکہ جسم کی جان خون میں ہے اور میَں نے مذبح پر تُمہاری
جانوں کے کفّارہ کے لئے اُسے تُم کو دیا ہے کہ اُس سے تُمہاری

جانوں کے لئے کفّارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے
خوُن کفّارہ دیتا ہے" (احبار ۱۷: ۱۱)-

پردہ، اِس بات کا نشان تھا کہ ایک گنہگار ماسوا کفّارہ کے دن، خُدا کے پاس نہیں جا سکتا تھا اور اُس دِن بھی سردار کاہن کے وسیلے سے جو اُس کے بدلے میں قرُبان شُدہ جانور کا خوُن لے کر جاتا اور رحم گاہ پر چھڑکتا- اور پھر:

"ہارُون اپنے دونوں ہاتھ اُس زِندہ بکرے کے سَر پر رکھ کر اُس کے
اُوپر بنی اسرائیل کی سب بدکاریوں اور اُن کے سب گُناہوں اور خطاؤں
کا اِقرار کرے اور اُن کو اُس بکرے کے سر پر دھر کر اُسے کسی شخص کے ہاتھ
جو اِس کام کے لئے تیار ہو بیابان میں بھجوا دے - اور وُہ بکرا اُن کی سب
بدکرداریاں اپنے اُوپر لادے ہُوئے کسی ویرانہ میں لے جائیگا..."
(احبار ۱۶: ۲۱-۲۲)-

یہ تمام تشبیہی کام یعنی خوُن بہانا اور چھڑکنا، پردے کے اندر جانا اور گناہ اُٹھانا، ہمارے نجات دہندہ یسوؔع مسیح کے کفّارہ بخش کام کی پہلے ہی سے نشاندہی کرتے ہیں-

بیابان میں سفر

خیمۂ اجتماع کو بنی اسرائیل کی مِصر سے رہائی کی پہلی سالگرہ پر کھڑا کیا گیا (خرُوج ۴۰: ۱۷)- پھر دو۲ ہفتے بعد عیدِ فسح منائی گئی (گنتی ۹: ۱-۳) اور اِس کے دو ہفتے بعد بیس۲۰ سال یا اِس سے اُوپر کے مَردوں کی جو لڑنے کے قابل تھے مَردم شماری کی گئی (گنتی ۱: ۱ مابعد)- یہ ترقی بڑی شاندار ہے- پہلے پہل اسرائیلی آزاد کئے ہُوئے غلاموں کا ایک غیر منظّم اور خستہ حال گروہ تھے (خرُوج ۱۳: ۱۷ مابعد)- پھر وُہ ایک مُقدّس قوم بن گئے جس نے یہوواہ کے ساتھ عہد باندھا (خرُوج ۱۹: ۱ مابعد اور احبار کی کتاب)، اور "کاہنوں کی ایک مملکت" جس میں وُہ سکونت کرتا ہے- اور اب بطور لڑاکا سپاہی اور ایک فوج جو مُلکِ موعُود کی طرف کوُچ کرنے کے لئے تیار ہے-

دُوسرے سال کے دُوسرے مہینے کی ۲۰ تاریخ کو یہ پیش قدمی شرُوع ہُوئی۔ خیمۂ اجتماع کو جو صِرف سات ہفتے پہلے کھڑا کیا گیا تھا، اُکھاڑ لیا گیا۔ بادل کا ستُون جو خُدا کی حضُوری کا نشان تھا آگے بڑھنے لگا اور بنی اسرائیل دشتِ سینا سے کُوچ کر کے نکلے" (گنتی ۱۰: ۱۱، ۱۲)۔

یہ یقیناً بڑا پُرجوش لمحہ ہوگا۔ وُہ وعدہ جو خُدا نے سات سَو سال پیشتر ابرہام سے کیا تھا کہ وُہ اپنی اُمّت کو مُلکِ کنعان دے گا، اب بالآخر پُورا ہونے والا تھا۔ اُنہوں نے ایک دُوسرے سے کہا "ہم اُس جگہ جا رہے ہیں جِس کی بابت خُداوند نے کہا ہے کہ مَیں اُسے تمکو دُونگا" (گنتی ۱۰: ۲۹)۔

لیکن اُن کی یہ توقع جلد ہی ختم ہو گئی۔ اِس کی پہلی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے خوراک کی کمی کی شکایت کی۔ اُنہیں وُہ مچھلی، خربُوزے، گندنے، کھیرے، پیاز اور لہسن یاد آنے لگے جو وُہ مِصر میں کھایا کرتے تھے (گنتی ۱۱: ۱-۶)۔ نیز مُوسیٰ کا بھائی ہارُون اور بہن مریم بھی اُس کے اختیار پر اُنگلی اُٹھانے لگے (گنتی باب ۱۲)۔ کچھ عرصہ بعد مُوسیٰ نے اُس مُلک کا حال دریافت کرنے کے لئے بارہ جاسُوس بھیجے۔ اگرچہ جو پھل وُہ لائے یہ ثابت کرتا تھا کہ وُہ سچ مچ ایسا مُلک ہے جس میں دُودھ اور شہد بہتا ہے لیکن اُنہوں نے یہ رپورٹ دی کہ وہاں کے لوگ ناقابلِ تسخیر ہیں:

"جو لوگ وہاں بسے ہُوئے ہیں وُہ زور آور ہیں اور اُن کے شہر بڑے بڑے اور فصیل دار ہیں اور ہم نے بنی عناق کو بھی وہاں دیکھا۔ اُس مُلک کے جنُوبی حِصّہ میں تو عمالیقی آباد ہیں اور حِتّی اور یبُوسی اور اموری پہاڑوں پر رہتے ہیں اور سمُندر کے ساحِل پر اور یردن کے کنارے کنارے کنعانی بسے ہُوئے ہیں ... ہم اِس لائق نہیں ہیں کہ اُن لوگوں پر حملہ کریں کیونکہ وُہ ہم سے زیادہ زور آور ہیں" (گنتی ۱۳: ۲۸-۲۹، ۳۱)۔

یہ رپورٹ سُنتے ہی لوگوں نے رونا اور چلّانا شرُوع کر دیا۔ دو جاسُوسوں یشُوع اور کالب نے لوگوں سے درخواست کی کہ وُہ خُدا پر اِعتقاد رکھیں اور اُن سے خوفزدہ نہ ہوں۔ لیکن لوگوں پر اِس کا کوئی اثر نہ ہُوا بلکہ اُن کی اکثریت نے اِن دونوں کو

سنگسار کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ خُدا نے اُن کو اِس بغاوت کی سزا دی۔ اُس نے کہا کہ کوئی بھی بالغ آدمی اُس مُلک میں داخل نہ ہوگا ماسوا وفادار یشُوع اور کالب کے۔

اب بنی اسرائیل کو مِصر سے نِکل کر مُلکِ کنعان تک پہنچنے میں ایک یا دو سال کی بجائے چالیس سال لگنے تھے۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اِس عرصے کا بیشتر حِصّہ قادِس برنیع کے نخلستان میں گذارا۔ لیکن اُنہوں نے جزیرہ نمائے سینا کے جنوب کی طرف پھر کچھ سال سفر کیا۔ پھر وُہ بحیرۂ مُردار کے جنوب میں ادُومیوں کے سنگلاخ علاقے سے ہوتے ہُوئے شمال اور مشرق کی طرف گئے۔ یہاں پر وُہ اُس مشہُور شاہراہ پر سفر کر سکتے تھے جو بحیرۂ مُردار کے مشرق میں خلیج عقبہ سے شرُوع ہو کر سیدھی شام تک جاتی ہے۔ لیکن ادُومیوں نے اُنہیں اپنے علاقے سے گذرنے کی اجازت نہیں دی، لہٰذا اُنہیں مزید مشرق کی طرف گھُوم کر جانا پڑا (گنتی ۲۰: ۱۴ مابعد)۔ بنی اسرائیل نے ادُومیوں سے جنگ نہیں کی کیونکہ وُہ اُن کے قرابتی تھے۔ لیکن اب شمال کی طرف اُن کے سامنے اموری تھے جو حسبون کے بادشاہ سیحون اور بسن کے بادشاہ عوج کے تحت اِس شاہ راہ کو روکے ہُوئے تھے۔ لڑائی میں اُن کی شکست اور موآب کے بادشاہ کی شکست کا حال گنتی ابواب ۲۱-۲۵ میں درج ہے۔ موآب کے بادشاہ نے اسرائیل کو مغلُوب کرنے کی کوشش، پہلے بلعام کے ذریعہ کی تھی کہ وُہ اُن پر لعنت کرے اور پھر حرامکاری کا جال پھیلانے کے وسیلے۔

اب بنی اسرائیل نے موآب کے میدان میں اُس جگہ ڈیرے ڈالے جو اُس مقام سے ذرا شمال کی طرف ہے جہاں دریائے یردن بحیرۂ مُردار میں گرتا ہے۔ یہاں مُوسیٰ نے بنی اسرائیل کو آخری نصیحت کی جو استِثنا کی کتاب میں درج ہے۔ اُس نے آخری سالوں کے تکلیف دہ سفر اور اُس سے جو سبق حاصل ہُوا اُس سے شرُوع کیا۔ اُس نے اُنہیں خُدا کا عہد اور اُس کی شرائط یاد دلائیں۔ اُس نے دس احکام کو بھی دُہرایا اور اُس کی تشریح اُن کی ضرُوریات کے مُطابق کی کہ وُہ اپنے پُورے دِل سے خُداوند اپنے خُدا کو پیار کریں اور اُس کی فرمانبرداری کر کے اپنے پیار کو ثابت کریں۔

"تُو خُداوند اپنے خُدا کے لئے ایک مُقدّس قوم ہے۔ خُداوند

تیرے خُدا نے تجھ کو رُوئے زمین کی اَور سب قوموں میں سے چُن لیا ہے تاکہ اُسکی خاص اُمّت ٹھہرے . . . پس اے اِسرائیل! خُداوند تیرا خُدا تجھ سے اِس کے سِوا اَور کیا چاہتا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کا خوف مانے اَور اُس کی سب راہوں پر چلے اَور اُس سے محبّت رکھے اَور اپنے سارے دِل اَور اپنی ساری جان سے خُداوند اپنے خُدا کی بندگی کرے اور اَور خُداوند کے جو احکام اَور آئین مَیں آج آج بتاتا ہُوں اُن پر عمل کرے تاکہ تیری خیر ہو؟"

(اِستثنا ۱۰ : ۱۲-۱۳؛ ۷ : ۶) -

مُوسیٰ نے اَور بہُت سے احکام کی تفصیل کے ساتھ تشریح کی اَور اُن کا اِطلاق اُن حالات پر کیا جن کا سامنا شاید لوگوں کو مُلکِ موعُود میں کرنا پڑے - اپنی تصریحات کے دَوران مُوسیٰ نے اِسرائیلیوں کے سامنے ایک ہی بات کو دو۲ یا تین مرتبہ رکھا:

"دیکھو مَیں آج کے دِن تمہارے آگے برکت اَور لعنت دونوں رکھے دیتا ہُوں - برکت اُس حال میں جب تم خُداوند اپنے خُدا کے حُکموں کو جو آج مَیں تم کو دیتا ہُوں مانو اَور لعنت اُس وقت جب تم اپنے خُدا اپنے خُدا کی فرمانبرداری نہ کرو . . . دیکھو مَیں نے آج کے دِن زِندگی اَور بھلائی کو اَور مَوت اَور بُرائی کو تیرے آگے رکھا ہے . . ."

(اِستثنا ۱۱ : ۲۶-۲۷؛ ۳۰ : ۱۵) -

مُوسیٰ کی مَوت کا ذِکر اِستثنا کی کتاب کے آخر میں آتا ہے - چالیس۴۰ سال تک اُس نے خُدا اَور اُس کی اُمّت کی بڑے صبر اَور وفاداری سے خِدمت کی - اُس نے شریعت دینے والے اَور مُنتظِم اَور مُصنّف کے طور پر خدمت کی - لیکن اِس سے بڑھ کر وُہ خُدا کا نمائندہ اَور نبی تھا - اُس کے بارے میں کسی مُصنّف نے لکھا ہے کہ

"اُس وقت سے اب تک بنی اِسرائیل میں کوئی نبی مُوسیٰ کی مانِند جس سے خُداوند نے رُوبرُو باتیں کیں نہیں اُٹھا" (اِستثنا ۳۴ : ۱۰) -

اِسرائیلیوں کا کنعان میں بس جانا

اپنی مَوت سے پیشتر، مُوسیٰ نے حُکمِ اِلٰہی کے مُطابق یشوعؔ کو اپنا جانشین مُقرر کر دیا تھا کہ وُہ مُلکِ موعُود تک قوم کی راہنمائی کرے - لہٰذا اب خُدا یشوعؔ سے ہمکلام ہُوا اَور کہا:

"مضبُوط ہو جا اَور حوصلہ رکھ کیونکہ تُو اِس قوم کو اُس مُلک کا وارث کرائیگا جسے مَیں نے اُن کو دینے کی قسم اُن کے باپ دادا سے کھائی"

(یشوع ۱ : ۶) -

بنی اسرائیل نے جس طرح بحرِ قُلزم کو پار کیا تھا اِسی طرح اُنہوں نے اب دریائے یردنؔ کو خُدا کے فوق الفطرت کام کے وسیلہ سے پار کیا - لیکن اب زور کی آندھی کی بجائے زمین کے گِرنے سے پانی ایک طرف جمع ہو گیا (یشوع ۳ : ۱۵-۱۶) - جب وُہ پار ہُوئے تو اُن کے سامنے قلعہ بند مضبُوط شہر یریحو تھا - مُحاصرہ کے بغیر اِس شہر کی تباہی اُن کی مُلکِ موعُود میں پہلی فتح تھی - عیؔ میں اِبتدائی شکست کے بعد جو اُنہیں عکنؔ کی نافرمانی کے باعث ہُوئی، فتح مند اسرائیلی جنُوب کی طرف مُڑے - اُنہوں نے پانچ اموری بادشاہوں کی مُتحِدہ فوج کو شکست دی اَور فتح کا شادیانہ بجاتے ہُوئے جنوب کے کوہستانی مُلک میں فلستیہؔ کی سرحد تک پہُنچ گئے -

پھر وُہ شمال کی طرف مُڑے جہاں ایک مُشترکہ فوج جس کی کمان حصُورؔ کا بادشاہ یابینؔ کر رہا تھا میرومؔ یا ہولےؔ کی جھیل کے پاس جمع تھی - اگرچہ یہ فوج "بہُت سے گھوڑوں اَور رتھوں" کے ساتھ آئی تھی (بنی اسرائیل کے مُلکِ موعُود میں داخل ہوتے وقت لوہے کا زمانہ شرُوع ہو چُکا تھا) تاہم اُسے بھی شکست فاش ہُوئی:

"یشوعؔ نے اُس سارے مُلک کو یعنی کوہستانی مُلک اَور سارے جنُوبی قطعہ اَور جشنؔ کے سارے مُلک اَور نشیب کی زمین اور میدان اَور اِسرائیلیوں کے کوہستانی مُلک اَور اُسی کے نشیب کی زمین کوہِ خلقؔ سے لیکر جو سعیرؔ کی طرف جاتا ہے بعل جدؔ تک جو وادیِ لبنانؔ میں کوہِ حرمونؔ کے نیچے

ہے سب کو لے لیا اور اُن کے سب بادشاہوں پر فتح حاصل کر کے اُس نے اُن کو مارا اور قتل کیا" (یشوع ۱۱: ۱۶-۱۷)۔

یشوعؔ کی باقی کتاب میں اِن علاقوں کی تفصیلات دی گئی ہیں جو قرعہ اندازی کے ذریعہ اسرائیلی قبیلوں کو میراث کے طور پر دئے گئے (ابواب ۱۳-۲۲)۔ اِس کتاب کا اختتام یشوعؔ کی بڑی پُرجوش تقریر کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اِس میں اُس نے موسیٰؔ کی طرح لوگوں کو اُن کی تاریخ یاد دلائی اور حسبِ ذیل چیلنج پیش کیا:

"پس اب تم خُداوند کا خوف رکھو اور نیک نیتی اور صداقت سے اُسکی پرستش کرو اور اِن دیوتاؤں کو دُور کر دو جنکی پرستش تمہارے باپ دادا بڑے دریا کے پار اور مصرؔ میں کرتے تھے اور خُداوند کی پرستش کرو۔ اور اگر خُداوند کی پرستش تم کو بُری معلوم ہوتی ہو تو آج ہی تم اُسے جسکی پرستش کرو گے چُن لو۔ خواہ وہ وُہی دیوتا ہوں جنکی پرستش تمہارے باپ دادا بڑے دریا کے اُس پار کرتے تھے یا اموریوں کے دیوتا ہوں جنکے مُلک میں تم بسے ہو۔ اب رہی میری اور میرے گھرانے کی بات سو ہم تو خُداوند کی پرستش کریں گے" (یشوع ۲۴: ۱۴-۱۵)۔

اگرچہ اب بنی اسرائیل اُس مُلک میں آباد ہو چکے تھے جس کا خُدا نے اُنہیں دینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن اُنہوں نے وہاں سے اُس کے سابقہ باشندوں کو نکالنے کے سلسلہ میں خُدا کے حُکم کی پیروی نہیں کی ہمیں اِس الٰہی حکم پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں پر اِتنے سخت قدم کی ضرورت تھی جو بیماری کو جڑ سے اُکھاڑ دے۔ کنعانی مذہب میں بُت پرستی اور بدترین قِسم کی حرامکاری پائی جاتی تھی۔ اُن کے دیوتا بعلؔ، زرخیزی کے دیوتا تھے جو بارش اور فصل کے ذمہ دار سمجھے جاتے تھے اور رنڈی بازی اور جنسی عیش پرستی اُن کی پرستش کا لازمی جُز تھیں۔ چنانچہ موسیٰؔ کہتا ہے:

"جب خُداوند تیرا خُدا اُنکو تیرے آگے سے نکال چُکے تو تُو اپنے دل میں یہ نہ کہنا کہ میری صداقت کے سبب سے خُداوند

مجھے اِس مُلک پر قبضہ کرنے کو یہاں لایا کیونکہ فی الواقع اُنکی شرارت کے سبب سے خُداوند اِن قوموں کو تیرے آگے سے نکالتا ہے" (اِستثنا ۹: ۴)۔

درحقیقت کنعانؔ کی تمام بُت پرست قوموں کے کام نہایت پست اور ذلیل تھے، یہاں تک کہ وُہ اپنے بچوں کی قُربانی دِیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسرائیل کے اُنہیں وہاں سے نکالنے کی منظر کشی کلام میں یُوں کی گئی ہے کہ وُہ ایسا مُلک ہے جو "اپنے باشندوں کو اُگلے دیتا ہے" (احبار ۱۸: ۲۴-۳۰)۔

خُدا کے حُکم کی پیروی کرنے سے بنی اِسرائیل کے قاصِر رہنے کا نتیجہ یہ نِکلا کہ اُن کے مُلک میں بُت پرستوں کی تہذیب وتمدّن موجوُد رہا اور اُن کے اپنے ایمان اور عمل میں بھی سرایت کر گیا۔ قضاۃ کی کتاب میں جس عرصے کے (قریباً ڈھائی سو سال) حالات بیان ہُوئے ہیں اُن سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ خُدا سے اِنحراف، ظلم وتشدّد اور رہائی کا چکر بار بار چلتا رہا۔ پہلے خُدا سے اِنحراف:

"اور بنی اِسرائیل نے خُداوند کے آگے بدی کی اور بعلیمؔ کی پرستش کرنے لگے۔ اور اُنہوں نے خُداوند اپنے باپ دادا کے خُدا کو جو اُنکو مُلک مصرؔ سے نِکال لایا تھا چھوڑ دیا اور دُوسرے معبوُدوں کی جو اُنکے چوگرد کی قوموں کے دیوتاؤں میں سے تھے پیروی کرنے اور اُن کو سجدہ کرنے لگے اور خُداوند کو غُصّہ دِلایا۔ اور وُہ خُداوند کو چھوڑ کر بعلؔ اور عستارات کی پرستش کرنے لگے" (قُضاۃ ۲: ۱۱-۱۳)۔

تب غیر مُلکی ظُلم وتشدّد کی صوُرت میں اُن کی عدالت ہُوئی:

"خُداوند کا قہر اِسرائیل پر بھڑکا اور اُس نے اُن کو غارتگروں کے ہاتھ میں کر دیا جو اُنکو لُوٹنے لگے اور اُس نے اُنکو اُنکے دُشمنوں کے ہاتھ جو آس پاس تھے بیچا۔ سو وُہ پھر اپنے دُشمنوں کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے" (قُضاۃ ۲: ۱۴)۔

بالآخر رہائی:

"پھر خُداوند نے اُن کے لئے ایسے قاضی برپا کئے جِنہوں نے

اُنکو اُنکے غارتگروں کے ہاتھ سے چھڑایا" (قضاۃ ۲: ۱۶)۔

لیکن پھر وُہی چکّر چلا:

"لیکن اُنہوں نے اپنے قاضیوں کی بھی نہ سُنی بلکہ اَور معبُودوں کی پیَروی میں زِنا کرتے اَور اُنکو سجدہ کرتے تھے اَور وُہ اُس راہ سے جِس پر اُن کے باپ دادا چلتے اَور خُداوند کی فرمانبرداری کرتے تھے بہُت جلد پھر گئے اَور اُنہوں نے اُن کے سے کام نہ کئے" (قضاۃ ۲: ۱۷)۔

اِن قاضیوں کی اَور بھی کئی ذمّہ داریاں تھیں۔ پہلے، وُہ فوجی لیڈر تھے جنہیں خُدا نے اس لئے برپا کیا تھا کہ وُہ اِسرائیل کو غارتگروں سے رہائی دِلائیں۔ یُوں اہُود نے اِسرائیل کو موآبیوں کے ہاتھ سے، دبورہ نے کنعانیوں سے، جِدعون نے مدیانیوں سے، اِفتاح نے اموریوں سے اَور سمسون نے فِلستیوں سے بچایا۔ دُوسرے وہ رُوحانی راہنما تھے، گو اُن میں مختلِف درجے کی خُدا پرستی پائی جاتی تھی۔ تیسرے، وُہ مُنصِف تھے جَیسا کہ اُن کے لقب سے ظاہر ہَے۔ وُہ اِسرائیل میں مُقدّموں کی سماعت اَور اِنصاف کرتے تھے۔

تاہم اِس عرصہ میں قانُون کی پابندی اَور نظم و نسق بہُت کم نظر آتا ہے جیسے اِس کتاب کے آخری الفاظ میں بڑے اچھّے انداز میں ظاہر کیا گیا ہَے:

"ہر ایک شخص جو کچھ اُس کی نظر میں اچھّا معلُوم ہوتا تھا وُہی کرتا تھا"۔

بلاشُبہ، اُن میں سب سے عظیم قاضی سموئیل تھا۔ اُس نے دُوسروں کی طرح فوجی شجاعت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اِسی کے زمانہ میں ایک نہایت غیر متوقع واقعہ ظہُور پذیر ہُوا۔ فِلستیوں نے خُدا کے عہد کے صندُوق پر قبضہ کر لیا اَور اُسے سیلاح سے اشدود لے گئے۔ سموئیل نے اِسے حاصِل کرنے کے لئے فوجی مُہم جوئی کی بجائے رُوحانی ہتھیاروں یعنی دُعا اور قومی توبہ پر اِنحصار کیا۔

سموئیل اوائلِ عُمری ہی سے رُوحانی لیڈر مانا جاتا تھا۔ اُسے اُس کی پیدائش سے پیشتر ہی خُداوند کے لئے مخصُوص کر دیا گیا تھا۔ وُہ سردار کاہن عیلی کے زیرِ سایہ پروان چڑھا تھا۔ ابھی وُہ نوجوان ہی تھا کہ "سب بنی اِسرائیل نے دان سے بیرسبع تک جان لیا کہ سموئیل خُداوند کا نبی مُقرر ہُوا" (ا سموئیل ۳: ۲۰)۔ اِس کے ساتھ ہی اُس نے کہانت کے فرائض بھی انجام دِئے۔

وُہ اِسرائیل کا اِنصاف بھی کیا کرتا تھا۔ وُہ ہر سال اپنے گاؤں رامہ سے دَورے پر بیت ایل، جلجال اَور مصفاہ جایا کرتا تھا (ا۔سموئیل ۷: ۱۵-۱۷)۔

لیکن جب اُس نے عُمر رسیدہ ہو کر اپنے بیٹوں کو قاضی مُقرر کیا تو وُہ اپنے باپ کے نقشِ قدم پر نہ چلے۔ "وُہ نفع کے لالچ سے رِشوت لیتے اَور اِنصاف کا خُون کر دیتے تھے" (ا۔سموئیل ۸: ۱-۳)۔ پس اِسرائیل کے بزرگ سموئیل کے پاس رامہ میں آئے اَور اُس سے مُطالبہ کیا کہ وُہ اُن کے لئے بادشاہ مُقرر کرے۔ جب سموئیل نے اُن کی درخواست کے بارے میں دُعا کی تو اُس پر ظاہر ہو گیا کہ اُنہوں نے اُسے نہیں بلکہ خُدا کو رَدّ کیا ہے، کیونکہ خُدا اِسرائیل کے آغاز ہی سے (تقریباً ۲۵۰ سال پیشتر) اُس پر حکُومت کرتا آ رہا تھا۔ پس سموئیل نے اُن سے احتجاج کیا اَور اُنہیں جتلا دِیا کہ بادشاہ اُن پر ظُلم و سِتم کریں گے۔ لیکن لوگوں نے اُس کی بات سُننے سے اِنکار کر دیا اَور کہا:

"نہیں، ہم تو بادشاہ چاہتے ہیں جو ہمارے اُوپر ہو تاکہ ہم بھی اَور قوموں کی مانِند ہوں ..." (ا۔سموئیل ۸: ۱۹، ۲۰)۔

بادشاہت کا قیام

اِسرائیل کے پہلے بادشاہ ساؤل بن قیس نے اپنی بادشاہت کا آغاز بڑے اُمید افزا طریقے سے کیا۔ وُہ ایک دَولتمند، بلند قامت، خوبصُورت، جوان اَور ہر دلعزیز شخص تھا۔ نیز وُہ بڑا مُحبِ وطن بھی تھا۔ پس جب اُس نے سُنا کہ عمُونی ناحس نے یبیس جلعاد پر چڑھائی کی ہے تو اُس نے فوراً ایک زبردست فوج جمع کی اَور بڑی دلیری اَور برق رفتاری سے دریائے یردن پار کر کے اُنہیں بچانے کو گیا۔

لیکن وُہ فِلستیوں کے خِلاف اِتنا کامیاب نہیں تھا۔ فِلستیوں کی اِسرائیلی سرحد کے ساتھ ساتھ قلعہ بندیاں تھیں اَور وُہ بنی اِسرائیل کو متواتر ستاتے رہتے تھے۔ تاہم ایک دِن اُس کے بیٹے یونتن نے تن تنہا فلستیوں کی ایک پُوری بٹالین کا صفایا کر دِیا اَور نوجوان داؤد نے جو بعد میں ساؤل کا جانشین بننے والا تھا اُن کے ایک زبردست

سُورما جولیت کو قتل کر دیا۔ اِن دلیرانہ مہمات کی وجہ سے لوگ بے حد خوش ہُوئے۔ لیکن ساؤل میں حسد پیدا ہو گیا۔

ساؤل کے زوال کی سب سے بڑی وجہ اُس کی نافرمانی تھی۔ اُس نے تین[۳] مرتبہ خُدا کے صریح حکموں کی خلاف ورزی کی: "اُس نے خُدا کے حُکم کے مُطابق عمالیقیوں کا مکمّل صفایا نہیں کیا، قربانی کے کہانتی حق کو اپنا لیا اور جنات کی آشنا عورت سے مدد لی۔

"کیونکہ تُو نے خُداوند کے کلام کو رَدّ کیا ہے اور خُداوند نے
تجھے رَدّ کیا کہ اِسرائیل کا بادشاہ نہ رہے" (۱۔سموئیل ۱۵: ۲۶)۔

ساؤل، اپنے تین بیٹوں کے ساتھ فلستیوں سے لڑتا ہُوا مارا گیا جس کا داؤد کو بے حد رنج ہُوا:

"اے اسرائیل! تیرے ہی اُونچے مقاموں پر تیرا فخر مارا گیا۔
ہائے! زبردست کیسے کھیت آئے!" (۲۔سموئیل ۱: ۱۹)۔

داؤد کو ساؤل کی جیتے جی تخت کا وارث مُقرر کر دیا گیا، لیکن اُس نے ساؤل کے آخری سال اُس کے حسد کی وجہ سے بھاگتے ہُوئے بسر کئے۔ داؤد نے اپنی حکومت کا آغاز حبرون سے کیا جہاں اُس کے اپنے قبیلہ یہوداہ نے اُسے بادشاہ مسح کیا۔ لیکن سات سال بعد اِسرائیل کے باقی تمام قبیلوں کے نمائندے اُس کے پاس حبرون میں آئے اور اُسے بادشاہ تسلیم کیا۔ یُوں اُسے دُوسری مرتبہ بادشاہ مسح کیا گیا۔ تب وُہ اپنا دارالحکومت حبرون سے یبوس لے گیا اور اُس کا نام یروشلیم رکھا یعنی امن کا شہر اور عہد کے صندُوق کو قریت یعریم سے ناچتے گاتے ہُوئے وہاں لے آیا۔

داؤد کا پہلا کارنامہ یہ تھا کہ اُس نے اِسرائیل کو مُتحد کیا اور مُلک کو دُشمنوں سے محفُوظ بنا دیا۔ اُس نے اِسرائیل کے تمام روایتی دُشمنوں یعنی فلستیوں، اُدومیوں، موآبیوں، عمُونیوں اور شامیوں پر فتح پائی اور تمام مُلکِ موعُود پر دریائے مصر سے لیکر دریائے فرات تک حکُومت کی۔ اِن تمام فتوحات کے پیشِ نظر یہ بات اور بھی بے عزّتی کا باعث تھی کہ اُسے اپنے ہی گھر میں بغاوت کا سامنا کرنا پڑا، پہلے اپنے بیٹے ابی سلوم کی بغاوت کا اور پھر ایک شریر شخص سبع بن بکری کی بغاوت کا۔

داؤد، جنگ و جدل کا شوقین نہیں تھا۔ وُہ شاعر اور موسیقار ہونے کے ناطے

سے فنکار تھا۔ وُہ بڑا احساس طبیعت تھا اور اپنے دُشمنوں سے اعلیٰ ظرفی سے پیش آتا اور دوستوں کا وفادار تھا۔

لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس نے اپنے آپ کو خُدا کے لئے مخصُوص کیا ہُوا تھا۔ جو زبُور اُس نے لکھے وُہ اُس کی گہری رُوحانیت، بت سبع کے ساتھ حرامکاری کے بعد اُس کی توبہ (زبور ۵۱) اور اپنے نجات دہندہ خُدا پر ایمان کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً:

"خُداوند میری چٹان اور میرا قلعہ اور میرا چُھڑانے والا ہے۔
خُدا میری چٹان ہے۔ مَیں اُسی پر بھروسہ رکھوں گا۔
وُہی میری سپر اور میری نجات کا سینگ ہے۔ میرا اُونچا
بُرج اور میری پناہ ہے۔
میرے نجات دینے والے! تو ہی مجھے ظُلم سے بچاتا ہے...
کیونکہ خُداوند کے سوا اور کون خُدا ہے؟
اور ہمارے خُدا کو چھوڑ کر اور کون چٹان ہے؟
خُدا میرا مضبُوط قلعہ ہے۔
وُہ اپنی راہ میں کامل شخص کی راہنمائی کرتا ہے۔
اے خُداوند! اے میری قوت! مَیں تجھ سے محبّت رکھتا ہُوں۔
خُداوند میری چٹان اور میرا قلعہ ہے اور میرا چُھڑانے والا ہے۔
میرا خُدا میری چٹان جس پر میں بھروسا رکھوں گا۔
میری سپر اور میری نجات کا سینگ۔ میرا اُونچا بُرج۔
مَیں خُداوند کو جو ستائش کے لائق ہے پُکارونگا۔
یُوں مَیں اپنے دشمنوں سے بچایا جاؤنگا۔
کیونکہ خُداوند کے سوا اور کون خُدا ہے
اور ہمارے خُدا کو چھوڑ کر اور کون چٹان ہے؟
خُدا ہی مجھے قوّت سے کمربستہ کرتا ہے
اور میری راہ کو کامل کرتا ہے"

(۲۔سموئیل ۲۲: ۱-۳، ۳۲، ۳۳؛ زبُور ۱۸: ۱-۳، ۳۱-۳۲)۔

داؤد نے یروشلیم میں اپنے لئے گھر بنانے کے بعد خداوند کے لئے گھر بنانے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ لیکن خدا نے اُسے ناتن نبی کی معرفت روک دیا اور کہا کہ اُس کا بیٹا ہیکل بنائے گا۔ نیز یہ بھی بتایا کہ

"خداوند تیرے گھر کو بنائے رکھے گا... اور تیرا گھر اور تیری سلطنت سدا بنی رہیگی۔ تیرا تخت ہمیشہ کے لئے قائم کیا جائے گا"

(۲۔سموئیل ۷: ۱۱، ۱۶)۔

بنی اسرائیل، داؤد کے ساتھ ابدی عہد کو کبھی نہیں بھولے۔ اسرائیل میں ایماندار بالیقین یہ جانتے تھے کہ موعودہ المسیح، داؤد کی نسل سے ہوگا۔

خدا نے داؤد کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا، وہ اُس نے اس طرح پورا کرنا شروع کر دیا کہ اُس نے اُس کے بیٹے سلیمان کو اُس کے تخت پر بٹھایا۔ اُس کے دورِ حکومت میں اسرائیلی سلطنت اپنی شان و شوکت کی بلندیوں کو چھونے لگی۔ یسوع مسیح نے یونہی سلیمان کی شان و شوکت کا حوالہ نہیں دیا!

سلیمان بادشاہ نظم و نسق اور تعمیرات میں بڑا ماہر تھا۔ اُس نے اپنی تخت نشینی کے فوراً بعد خدا سے حکمت کے لئے دعا کی:

"تو اپنے خادم کو اپنی قوم کا انصاف کرنے کے لئے سمجھنے والا دل عنایت کر تاکہ میں برے اور بھلے میں امتیاز کر سکوں ..."

(۱۔سلاطین ۳: ۹)۔

خدا نے سلیمان کی دعا کا جواب دیا۔ سلیمان نے اپنی سلطنت کو بارہ ۱۲ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک حصے پر ایک گورنر مقرر کیا جو باری باری ہر ماہ شاہی خاندان کو رسد پہنچانے کے ذمہ دار تھے۔ اُس نے شہروں کی قلعہ بندی کی، مستقل فوج قائم کی اور ۱۴۰۰ رتھ اور ۴۰۰۰۰ گھوڑے رکھے۔ وہ اسرائیل کی بحریہ کا بھی بانی تھا۔ اُس کے جہاز (یہ جہاز خلیج عقبہ میں رہتے تھے) تجارت کی غرض سے دوسرے ملکوں کو جایا کرتے تھے۔ اُس نے اپنے اور اپنی ملکہ کے لئے محل، اسمبلی ہال، عدالت گھر اور اسلحہ خانے تعمیر کئے۔ لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس نے عظیم ہیکل تعمیر کی جو تراشیدہ پتھروں، صنوبر اور دیودار کی لکڑی اور سونے سے بنائی گئی تھی۔

وہ فنونِ لطیفہ کا بھی سرپرست تھا اور خود بھی متعدد گیتوں اور مثلوں کا مصنف تھا (۱۔سلاطین ۴: ۳۲-۳۴)۔ اُس کی دانشمندی، انصاف اور شان و شوکت کی مشہوری چاروں طرف پھیل گئی۔ اُس کے دورِ حکومت میں لوگ خوب خوشحال تھے اور امن و چین سے زندگی بسر کرتے تھے:

"اور یہوداہ اور اسرائیل کے لوگ کثرت میں سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند تھے اور کھاتے پیتے اور خوش رہتے تھے ... اور سلیمان کی عمر بھر یہوداہ اور اسرائیل کا ایک ایک آدمی اپنی تاک اور اپنے انجیر کے درخت کے نیچے دان سے بیرسبع تک امن سے رہتا تھا" (۱۔سلاطین ۴: ۲۰، ۲۵)۔

تو بھی سطحی نظر کے برعکس ہر بات درست نہیں تھی۔ سلیمان اپنے خداوند خدا کو پورے دل سے پیار نہیں کرتا تھا، اور نہ اپنے پڑوسیوں سے اپنی مانند پیار کرتا تھا۔ اگرچہ خدا نے اجنبی عورتوں سے شادی کرنے سے منع کیا تھا تو بھی اُس نے بہت سی اجنبی عورتوں سے شادی کی اور انہوں نے "اُس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا" (۱۔سلاطین ۱۱: ۱-۸)۔ اُس نے اپنے بلڈنگ پروگرام اور اپنے دربار کی شان و شوکت قائم رکھنے کے لئے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے کام لیا۔ اُس نے عوام پر بھاری ٹیکس لگائے اور جبری مشقت کے لئے تیس ۳۰ ہزار آدمیوں پر مشتمل لیبر فورس قائم کی۔

پس اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ جب لوگوں نے سلیمان کی جگہ اُس کے بیٹے رحبعام کو بادشاہ بنایا تو انہوں نے کہا:

"تیرے باپ نے ہمارا جوا سخت کر دیا تھا سو تو اب اپنے باپ کی اُس سخت خدمت کو اور اُس بھاری جوئے کو جو اُس نے ہم پر رکھا ہلکا کر دے اور ہم تیری خدمت کریں گے" (۱۔سلاطین ۱۲: ۴)۔

بادشاہ کے بزرگ مشیروں نے رحبعام کو اچھی صلاح دی جو فی زمانہ بھی قانونی حکومت کی اچھی خدمت کے تصور کی بنیاد ہے:

انہوں نے اُس سے یہ کہا کہ اگر تو آج کے دن اس قوم کا خادم بن جائے اُن اُنکی خدمت کرے... تو وہ سدا تیرے خادم بنے رہیںگے"

(۱۔سلاطین ۱۲: ۷)۔

لیکن رحبعام نے بے وقوفی سے کام لیتے ہوئے غلط فیصلہ کیا۔ اُس نے بزرگوں کی بجائے جوانوں اور ناتجربہ کار مشیروں کی بات مانی اور لوگوں کو تنبیہ کی کہ وہ اُس جوئے کو اور بھی سخت کرے گا۔ نتیجتہً شمال کے اور یردن پار کے قبیلے بھڑک اُٹھے اور اُن دس قبیلوں نے داؤد کے خاندان کی حکومت سے علیحدگی کا اعلان کردیا۔

ساؤل، داؤد اور سلیمان میں سے ہر ایک نے تمام اسرائیل پر چالیس چالیس برس حکومت کی۔ یوں ۱۲۰ برس تک (۱۰۵۰-۹۳۰ ق م) متحدہ حکومت قائم رہی۔ لیکن اب سلطنت تقسیم ہوگئی۔ شمالی حکومت جس کا پہلا بادشاہ یربعام تھا اسرائیل کہلائی اور اُس کا دارالحکومت سکم تھا (بعد میں سامریہ بنا)۔ جنوبی حکومت یہوداہ کہلائی۔ اُس کا پہلا بادشاہ رحبعام تھا اور اُس کا دارالحکومت یروشلیم تھا۔ اسرائیل پر کئی ایک خاندان حکومت کرتے رہے۔ یہ حکومت ۲۰۰ سال تک قائم رہی اور پھر ۷۲۲ ق م میں سامریہ کی تباہی کے ساتھ ختم ہوگئی۔ یہوداہ کی حکومت زیادہ مضبوط تھی۔ اُس پر داؤد کا خاندان ۳۵۰ سال تک حکومت کرتا رہا اور یہ ۵۸۶ ق م میں یروشلیم کی تباہی کے ساتھ ختم ہوئی۔

اسرائیل اور یہوداہ کی بادشاہتوں کی داستان کو اُن کے باہمی تعلقات، اُن کے شمالی اور جنوبی مُلکوں کے ساتھ معاملات اور انبیاء کی مداخلت کی روشنی میں سمجھنا آسان نہیں ہے۔ بائبل کی یہ کہانی اِس وجہ سے مزید پیچیدہ بن جاتی ہے کہ اُس کے زیادہ تر حصّہ کو دو بار بیان کیا گیا ہے، ایک مرتبہ سلاطین کی کُتب میں اور دوسری مرتبہ تواریخ کی کُتب میں۔ کُتبِ تواریخ کے مصنّف (غالباً عزرا) نے بعد میں جنوبی سلطنت، داؤد کے خاندان کی حکومت اور ہیکل کی رسومات کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن بہتر ہوگا کہ ہم پہلے اسرائیل کی سلطنت پر غور کریں۔

شمالی سلطنت - اسرائیل

شمالی سلطنت کا پہلا حاکم یربعام کبھی سلیمان کا ملازم تھا۔ سلیمان، اُس کی قابلیت اور محنت مشقت سے اِس قدر متاثر تھا کہ اُس نے اُسے بیگار فورس کے ایک بڑے

حصّے کا انچارج بنا دیا۔ بعد میں سلیمان معقول وجوہات کی بنا پر اُس پر شک کرنے لگا۔ چنانچہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے مصر کو بھاگ گیا۔ جہاں اُسے شاہِ مصر سیتس نے پناہ دی۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ سلیمان کی موت کے بعد رحبعام کو چیلنج کرنے کے لئے وہاں سے واپس آیا۔

یربعام نے اپنی رعایا کا دِل داؤد کے خاندان کی طرف سے ہٹانے کا پکّا ارادہ کیا کہ وہ انہیں عبادت کے لئے یروشلیم نہیں جانے دیگا۔ پس اُس نے دو عبادتخانے بنوائے، ایک شمال میں دان اور دوسرا جنوب میں بیت ایل میں اور اِن دونوں عبادت گاہوں میں سونے کا ایک ایک بچھڑا رکھا اور کہا:

"اے اسرائیل اپنے دیوتاؤں کو دیکھ جو تجھے مُلکِ مصر سے نکال لائے" (۱-سلاطین ۱۲: ۲۸)۔

اِسی وجہ سے یربعام کے متعلق کہا گیا ہے کہ اُس نے "اسرائیل سے گناہ کرایا"۔

لیکن دوسری طرف رحبعام کے تحت یہوداہ کا حال بھی اچھّا نہیں تھا کیونکہ یہوداہ کی پرستش کے ساتھ ساتھ لوگ کنعانی زرخیزی کے دیوتا کی رسومات بھی ادا کرنے لگے۔ رحبعام کو ابھی بادشاہ بنے چار پانچ سال ہی گذرے تھے کہ شاہِ مصر سیسق نے یروشلیم پر حملہ کیا اور ہیکل کے خزانہ کو جسے سلیمان بادشاہ نے جمع کیا تھا لُوٹ لیا۔

یربعام کے بعد اسرائیل کے تخت پر پانچ بادشاہ بیٹھے لیکن ہمیں اُن کے متعلق بہت کم علم ہے۔ یربعام کی موت کے ۲۸ سال بعد ۸۸۱ ق م میں عمری خاندان کی حکومت کا آغاز ہوا۔ اِسی نے سامریہ کو اسرائیل کا دارالحکومت مقرر کیا اور اُس گاؤدم پہاڑی کے چوگرد فصیل تعمیر کر کے اُسے ناقابلِ تسخیر بنا دیا۔ لیکن اُس نے اپنے بیٹے اخی اب (جو اُس کے بعد جلد ہی تخت پر بیٹھا) کی شادی فینیکی شہزادی سے کر کے اسرائیل کو ایک بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ ایزبل نہ صرف خود صُور کے بڑے دیوتا بعل کی پجاری تھی بلکہ اُس نے اپنے خرچ پر "بعل کے نبیوں" کو اپنے محل میں رکھنے پر اصرار کیا۔ اُس نے اپنے خاوند یعنی اخی اب بادشاہ کو بھی اپنی بُت پرستی میں شامل کر لیا۔ نیز اُس نے خداوند کے نبیوں کو بھی قتل کرا دیا۔

محل میں یہ کھُلم کھُلا الحاد اور بدکرداری کے باعث "اخلاقی نبوت" دوبارہ جاگ

اُٹھی جس نے آئندہ کی تین صدیوں میں یہوداہ اور اسرائیل میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ نبیوں کے اس عالی شان سلسلہ کا پہلا نبی ایلیاہ تھا جس کا تعلق یردن پار کے علاقہ جلعاد سے تھا۔ وُہ اپنی نجی زندگی میں اخلاق کی بڑی سختی سے پابندی کرتا اور اپنی تمام خدمت میں بڑا نڈر تھا۔ اُس نے اخی آب پر الزام لگایا کہ اُس نے اپنے مذہبی انحراف کے باعث اسرائیل کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ اُس نے بعل کے پجاریوں کو کوہِ کرمل پر مقابلہ کرنے کا کھلا چیلنج دیا اور اس کے ساتھ ساتھ اُس نے لوگوں کے دوغلے پن پر بھی طنز کیا کہ "وُہ کب تک دو خیالوں میں ڈانواں ڈول رہینگے" (۱-سلاطین ۱۸:۲۱)۔ جب بعل کے پجاری اپنے دیوتا سے جواب حاصل کرنے میں ناکام رہے تو ایلیاہ نے یوں دُعا کی :

"اے خُداوند ابرہام اور اضحاق اور اسرائیل کے خُدا! آج معلوم ہو جائے کہ اسرائیل میں تو ہی خُدا ہے اور مَیں تیرا بندہ ہُوں..."

(۱-سلاطین ۱۸:۳۶)۔

اس کا جو نتیجہ نکلا وُہ زندہ خُدا کو ثابت کرنے کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت تھا۔ ایلیاہ نبی، سماج اور مذہب دونوں کے بارے میں شعور رکھتا تھا۔ وُہ جانتا تھا کہ یہوداہ بادشاہ سے اُس کے اِلحاد کی طرح، اُس کے اپنی رعایا پر ظلم و ستم سے بھی ناخوش ہے۔ یزرعیل کے میدان میں بادشاہ کے محل کے ساتھ نبوت کا ایک بڑا اچھا نخلستان تھا۔ اخی آب اُسے لینا چاہتا تھا مگر نبوت نے اپنے باپ دادا کی میراث کو فروخت کرنے سے اِنکار کر دیا۔ پس ایزبل نے نبوت کو قتل کرا دیا جس میں بلاشُبہ اخی آب کی رضامندی بھی شامل تھی اور اُس کی جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ اِس موقع پر ایلیاہ اُسے مِلا اور کہا :

"خُداوند یُوں فرماتا ہے کہ کیا تُو نے جان بھی لی اور قبضہ بھی کر لیا؟ ... اُسی جگہ جہاں کُتّوں نے نبوت کا لہُو چاٹا کتے تیرے لہُو کو بھی چاٹیں گے" (۱-سلاطین ۲۱:۱۹)۔

نبوت کے خون کا بدلہ، اسرائیل کے ایک فوجی سردار یاہو نے لیا جسے الیشع نبی کے حکم کے مُطابق اسرائیل کا بادشاہ مسح کیا گیا۔ اُس نے بڑی سفاکی کے ساتھ

اخی آب کے تمام خاندان کو ختم کر دیا اور مُلک کو بعل کے پجاریوں سے پاک کیا۔

یاہو کا خاندان اسرائیل پر قریباً ایک سَو سال (قریباً ۸۴۱-۷۵۳ ق م) حکومت کرتا رہا۔ یہ شمالی حکومت کے کُل عرصے کا تقریباً آدھا عرصہ ہے۔ اِس خاندان کے ابتدائی سالوں میں شام کے ساتھ متواتر جنگ ہوتی رہی جس کی وجہ سے یاہو کے ہاتھوں سے یردن پار کا تمام علاقہ نکل گیا۔ لیکن اُس کے پوتے نے اُسے پھر فتح کرنا شروع کر دیا اور اُس کے پڑپوتے یُربعام دوم نے اُس پر قبضہ مکمل کیا۔ یہ یُربعام دوم کا دورِ حکومت ہی تھا (۷۸۲-۷۵۳ ق م) جس میں اسرائیل کی شمالی حکومت اپنے عروج پر پہنچی :

"اُس نے ... اسرائیل کی حد کو حمات کے مدخل سے میدان کے دریا تک پھر پہنچا دیا" (۲-سلاطین ۱۴:۲۵)۔

اَمن کے ساتھ ساتھ خوشحالی آئی، خوشحالی کے ساتھ ساتھ عیش پسندی اور عیش پسندی کے ساتھ ساتھ شہوت پرستی۔ یہ درُست ہے کہ اِن دنوں عبادتخانوں میں خوب رونق ہوتی تھی اور ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ اسرائیل مذہبی طور پر بڑی ترقی کر رہا ہے۔ لیکن انبیاء صِرف قوم کے راہنماؤں کی بے انصافی اور حرامکاری پر نظر رکھے ہُوئے تھے۔ عاموس جو کہ آٹھویں صدی ق م کا پہلا بڑا نبی تھا، جنوب کا ایک چرواہا تھا، لیکن خُدا کے کلام نے اُسے مجبور کیا کہ وُہ اسرائیل کی ریاکاری کی مذمت کرنے کے لئے شمالی سلطنت میں جائے :

"خُداوند یُوں فرماتا ہے کہ اسرائیل کے تین[۳] بلکہ چار[۴] گناہوں کے سبب سے مَیں اُسکو بے سزا نہ چھوڑونگا کیونکہ اُنہوں نے صادق کو روپیہ کی خاطر اور مسکین کو جُوتیوں کے جوڑے کی خاطر بیچ ڈالا۔ وُہ مسکینوں کے سر پر کی گرد کا بھی لالچ رکھتے ہیں اور حلیموں کو اُنکی راہ سے گمراہ کرتے ہیں اور باپ بیٹا ایک ہی عورت کے پاس جاتے ہیں تاکہ میرے مقدس نام کی تکفیر کریں۔ اور وُہ ہر مذبح کے پاس گرو لئے ہُوئے کپڑوں پر لیٹتے ہیں اور اپنے خُدا کے گھر میں جُرمانے سے خریدی ہُوئی مَے پیتے ہیں" (عاموس ۲:۶-۸)۔

عاموس جانتا تھا کہ جو مذہب اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو جائے، اُس سے خُدا نفرت

کرتا ہے:

"مَیں تمہاری عیدوں کو مکرُوہ جانتا اور اُن سے نفرت رکھتا ہُوں اور مَیں تمہاری مقدّس محفلوں سے بھی خُوش نہ ہُونگا۔ اور اگرچہ تُم میرے حضُور سوختنی اور نذر کی قربانیاں گذرانو گے تو بھی مَیں اُنکو قبول نہ کرُونگا اور تمہارے فربہ جانوروں کی شکرانہ کی قربانیوں کو خاطر میں نہ لاؤنگا۔ تو اپنے سرُود کا شور میرے حضُور سے دُور کر کیونکہ مَیں تیرے رُباب کی آواز نہ سُنونگا۔ لیکن عدالت کو پانی کی مانند اور صداقت کو بڑی نہر کی مانند جاری رکھ" (عامُوس ۵: ۲۱-۲۴)۔

ہوسیع نبی کو خُداوند کا کلام اُس کی بیوی کی بے وفائی کے دُکھ کے ذریعہ پُہنچا۔ کیوں؟ اِس لئے کہ بنی اسرائیل نے بھی اُسی طرح یہوواہ کے ساتھ اپنی شادی کے عہد کو توڑ دیا تھا اور وُہ عاشقوں یعنی مقامی مندروں کے دیوتاؤں کے پیچھے گئے۔ خُدا جو کچھ بنی اسرائیل سے چاہتا تھا وُہ اُس کی ظاہری پرستش نہیں تھی بلکہ عہد کے ساتھ وفاداری:

"کیونکہ مَیں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہُوں اور خُداشناسی کو سوختنی قربانیوں سے زیادہ چاہتا ہُوں" (ہوسیع ۶: ۶)۔

جب یاہو کے خاندان کی حکومت اختتام پذیر ہونے کو تھی تو شمالی حکومت کی زندگی کے صرف تیس[۳۰] سال باقی تھے۔ اِس عرصہ میں فوجی سرداروں نے یکے بعد دیگرے تخت پر قبضہ کیا۔ لیکن اَب عالمی سیاست میں ایک نیا عنصر داخل ہو رہا تھا اور وُہ عظیم اسوری سلطنت تھی۔ گذشتہ صدی کے وسط میں اخی اَب اور یاہو دونوں ہی شاہ سلمنسر سوم کو خراج دیا کرتے تھے۔ اِسی زمانہ میں اسور کا بادشاہ تگلت پلاسر سوم (۷۴۵-۷۲۷، ق۔م) تھا جسے بائبل میں پُول کہا گیا ہے (۲-سلاطین ۱۵: ۱۹)۔ اُس نے اپنی سلطنت کو وُسعت دینے کے لئے مُتعدد مُہم جوئیاں کیں۔ جب وُہ اِسرائیل پُہنچا تو شاہِ اِسرائیل نے اُسے ہزار قنطار چاندی دے کر راضی کر لیا اور وُہ اپنے مُلک کو لوٹ گیا۔

چند سال بعد (۷۳۵، ق م میں) ایک فوجی سردار یعنی فقح بن رملیاہ نے جو

اِسرائیل پر حکومت کر رہا تھا، اسُوری جُوئے کو اُتار پھینکنے کے لئے شاہِ ارام رضین سے اتحاد کر لیا۔ لیکن جب شاہِ یہوداہ آخز نے اُن میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تو اُنہوں نے اُس کے مُلک پر حملہ کر دیا۔ آخز اِس حملے سے بڑا پریشان ہُوا لیکن یسعیاہ نے اُسے خُدا کے پیغام کے ذریعہ تسلّی دی:

"خبردار ہو اور بے قرار نہ ہو۔ اِن لُکٹیوں کے دو دُھوئیں والے ٹُکڑوں سے نہ ڈر اور تیرا دِل نہ گھبرائے ... اگر تُم ایمان نہ لاؤ گے تو یقیناً تُم بھی قائم نہ رہو گے" (یسعیاہ ۷: ۴، ۹)۔

آخز، خُدا کے کلام پر ایمان نہیں لایا۔ اِس کے برعکس اُس نے تگلت پلاسر سے مدد کی درخواست کی جس کا نتیجہ بڑا خطرناک نِکلا۔ اِرام کو تباہ کر دیا گیا، اسرائیل کے گلیل اور یردن پار کے عِلاقوں کے لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا، آخز نے ہیکل سے سونا چاندی لے کر تگلت پلاسر کو خراج ادا کیا اور وُہ اسوری دیوتا "اسور" کی پرستش کرنے لگا۔

جب تگلت پلاسر مر گیا تو سامریہ نے اسور کو خراج دینا بند کر دیا۔ یہ احمقانہ فعل سامریہ کے لئے مَوت کا پروانہ ثابت ہُوا۔ نئے بادشاہ سلمنسر پنجم نے سامریہ کا مُحاصرہ کر لیا اور تین سال بعد (غالباً ۷۲۲، ق م میں) سامریہ نے اُس کے جانشین سرجون دوم کی اطاعت قبُول کر لی۔ اِسرائیل کے بیشتر لوگوں کو جلا وطن کر دیا گیا اور اُن کی جگہ اسُوریوں اور بابلیوں کو لا کر آباد کیا گیا۔ آبادی میں اِس اختلاط کے باعث جو اولاد پیدا ہُوئی وُہ سامری کہلائے۔

یُوں شمالی سلطنت اپنے شرمناک انجام کو پہنچی۔ یہ سلطنت دو سَو سال تک قائم رہی۔ اسرائیل یہ سمجھتا تھا کہ وُہ خُدا کے عہد کے باعث اُس کی عدالت سے محفُوظ ہیں لیکن عاموس نبی نے اِس کے برخلاف نبوّت کی:

"دُنیا کے سب گھرانوں میں سے مَیں نے صِرف تُمکو برگزیدہ کیا ہے
اِسلئے مَیں تُمکو تمہاری ساری بدکرداری کی سزا دُونگا"
(عامُوس ۳: ۲)۔

جنوبی سلطنت - یہوداہ

اب تک ہم شمالی سلطنت کے عروج و زوال پر غور کرتے رہے ہیں۔ لیکن سلاطین اور تواریخ کی کتب میں اسی عرصہ کے دوران کی جنوبی سلطنت کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اُس کی تاریخ بھی اتنی شاندار نہیں ہے اور نہ اُس کے بادشاہ اتنے مشہور تھے ماسوا یہوسفط کے جو اخی اب کا ہمعصر تھا۔

اسرائیل کی سلطنت کے خاتمہ کے بعد جنوبی حکومت مزید ۱۳۵ سال قائم رہی۔ اس کا آزادی کا عرصہ خاص کر دو عظیم مذہبی اصلاحات کے باعث قدرے بہتر تھا۔ پہلی اصلاح حزقیاہ بادشاہ نے یسعیاہ نبی اور میکاہ نبی کی حوصلہ افزائی سے کی۔ دوسری اصلاح یوسیاہ بادشاہ نے اپنے ایک رشتہ دار بھائی صفنیاہ نبی اور نوجوان نبی یرمیاہ کی حوصلہ افزائی سے کی۔

یہ اصلاحات یقیناً یسعیاہ نبی اور میکاہ نبی کی وفادارانہ گواہی کا نتیجہ تھیں۔ یہ دونوں ہی اس سے پیشتر دو بادشاہوں کے دورِ حکومت میں بھی بت پرستی، رسم پرستی اور بے انصافی کے خلاف آواز بلند کرتے رہے جبکہ عاموس اور ہوسیع نبی شمالی سلطنت میں خدا کے کلام کی منادی کرتے تھے۔ یہاں ہم میکاہ کے ایک عظیم پیغام کو پیش کرتے ہیں:

"میں کیا لیکر خداوند کے حضور آؤں اور خدا تعالےٰ کو کیونکر سجدہ کروں؟ کیا سوختنی قربانیوں اور یکسالہ بچھڑوں کو لیکر اُسکے حضور آؤں؟ کیا خداوند ہزاروں مینڈھوں سے یا تیل کی دس ہزار نہروں سے خوش ہوگا؟ کیا میں اپنے پہلوٹھے کو اپنے گناہ کے عوض میں اور اپنی اولاد کو اپنی جان کی خطا کے بدلہ میں دیدوں؟ اے انسان اُس نے تجھ پر نیکی ظاہر کردی ہے۔ خداوند تجھ سے اس کے سوا کیا چاہتا ہے کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی کو عزیز رکھے اور اپنے خدا کے حضور فروتنی سے چلے"

(میکاہ ۶ : ۶-۸)۔

اسور کا بادشاہ سرجون ۷۰۵ ق م میں لڑائی میں مارا گیا اور اُس کا بیٹا سنحیرب اُس کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ یہ حزقیاہ کے لئے اسور کے اقتدار سے بغاوت کرنے کے لئے ایک اشارہ تھا۔ لیکن سنحیرب ۷۰۱ ق م میں ہی یہوداہ کے باغی ملک تک پہنچ سکا۔ اُس نے ارد گرد کی قلعہ بندیوں کو فتح کرنے کے بعد یروشلیم کا محاصرہ کر لیا اور حزقیاہ بادشاہ کو بقول اُسکے "پرندے کی طرح پنجرے میں بند کر دیا"۔ خوش قسمتی سے حزقیاہ نے شہر کو پانی مہیا کرنے کے لئے بندوبست کر رکھا تھا۔ اُس نے اپنی مشہورِ زمانہ پانی کی سرنگ شہر کے باہر شیلوخ کے حوض تک بنا رکھی تھی۔ لیکن اس کے باوجود حالات خراب تھے جیسا کہ یسعیاہ نبی نے بیان کیا ہے:

"صیون کی بیٹی چھوڑ دی گئی ہے جیسی جھونپڑی تاکستان میں
اور چھپر ککڑی کے کھیت میں یا اُس شہر کی مانند جو محصور ہوگیا ہو"

(یسعیاہ ۱:۸)۔

اسور کے لشکر کے سردار نے محصور شہر کے لوگوں کو طنزیہ کہا:

"سو حزقیاہ کی نہ سننا جب وہ تم کو یہ ترغیب دے کہ خداوند ہم کو چھڑائیگا۔ کیا قوموں کے دیوتاؤں میں سے کسی نے اپنے ملک کو شاہِ اسور کے ہاتھ سے چھڑایا ہے؟ حمات اور ارفاد کے دیوتا کہاں ہیں؟ اور سفروائم اور ہینع اور عواہ کے دیوتا کہاں ہیں؟ کیا اُنہوں نے سامریہ کو میرے ہاتھ سے بچا لیا؟"

(۲- سلاطین ۱۸: ۳۲-۳۴)۔

حزقیاہ بادشاہ نے یسعیاہ نبی سے صلاح مشورہ کیا اور نبی نے اُسے جواب دیا:

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ تو اُن باتوں سے جو تو نے سُنی ہیں جن سے شاہِ اسور کے ملازموں نے میری تکفیر کی ہے نہ ڈر"

(۲- سلاطین ۱۹: ۶ مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۳۳ : ۳۵)۔

یسعیاہ نبی کے علمِ الٰہی کا مرکزی نکتہ خدا کی حاکمیت تھا۔ اُسے نبی ہونے کے لئے اُس رویا میں بلایا گیا جو خداوند نے بطور بادشاہ اُسے اپنے آسمانی تخت سے دی تھی۔ یسعیاہ کو یقین تھا کہ خدا تمام قوموں کا بادشاہ ہے اور کہ وہ اُنہیں اپنے

مقصد کو پورا کرنے کے لئے بطور ہتھیار استعمال کرتا ہے۔

پس سنحیرب نے یروشلیم کا محاصرہ ختم کر دیا۔ بائبل کے بیان کے مطابق:

"خداوند کے فرشتہ نے نکل کر اسور کی لشکر گاہ میں ایک لاکھ پچاسی ہزار آدمی مار ڈالے" (۲۔سلاطین ۱۹: ۳۵)۔ جب یونانی مورخ ہیرودوتس نے یہ بیان کیا کہ جنگلی چوہوں نے رات کو اسوری لشکر گاہ پر حملہ کیا تو ممکن ہے کہ وہ اسی واقعہ کو بیان کر رہا ہو! لیکن وہ کہتا ہے کہ چوہوں نے سپاہیوں کی کمانوں کی تانت، ترکشوں اور ڈھالوں کے تسموں کو کاٹ کر انہیں نہتا کر دیا، لیکن زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ وہ چوہوں کی وجہ سے گلٹیوں کی بیماری سے مر گئے۔

بہر حال، خواہ کسی بھی طریقے سے ہوا، بنی اسرائیل نے اسے خدا کی طرف سے مخلصی سمجھا:

"خدا ہماری پناہ اور قوت ہے۔
مصیبت میں مستعد مددگار۔۔۔
خاموش ہو جاؤ اور جان لو کہ میں خدا ہوں۔
میں قوموں کے درمیان سربلند ہوں گا۔ میں ساری
زمین پر سربلند ہوں گا۔
لشکروں کا خداوند ہمارے ساتھ ہے۔
یعقوب کا خدا ہماری پناہ ہے"

(زبور ۴۶: ۱، ۱۰-۱۱)۔

حزقیاہ کی موت کے بعد کے پچاس سال پھر مذہب سے برگشتگی کا دور تھا۔ اس کے بیٹے منسی نے جو اسور کا باجگذار تھا، کنعانیوں اور اسوریوں کی مکروہات کی جسے اس کے باپ نے ختم کر دیا تھا پھر پرستش شروع کرا دی۔ اس نے ملک کو ستارہ پرستی، روحیت اور بعل پرستی اور یہاں تک کہ بچوں کی قربانی سے آلودہ کر دیا۔ اس کا بیٹا امون بھی جس نے صرف دو ۲ سال حکومت کی، اس سے بہتر نہ تھا۔

لیکن نیک سیرت یوسیاہ بادشاہ نے جس نے ۶۳۹-۶۰۹ ق م تک حکومت

کی، پھر خدا سے رجوع کیا اور اپنے دادا حزقیاہ سے کہیں زیادہ مکمل اصلاحات کیں۔ جب وہ یہوداہ کے تخت پر بیٹھا تو وہ آٹھ سال کا سال کا تھا۔ اور جب وہ ابھی سولہ ۱۶ سال کا نوجوان ہی تھا "وہ اپنے باپ داؤد کے خدا کا طالب ہوا"۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی اور اپنے دربار کی اصلاح کی۔ اس کے چار ۴ سال بعد وہ "یہوداہ اور یروشلیم کو اونچے مقاموں اور یسیرتوں اور کھودے ہوئے بتوں اور ڈھالی ہوئی مورتوں سے پاک کرنے لگا" (۲۔تواریخ ۳۴: ۳)، اور اس کے ایک سال بعد یرمیاہ کو نبی ہونے کی بلاہٹ ملی۔

اس کے پانچ سال بعد جبکہ یوسیاہ ہنوز ۲۶ سال کا تھا اس نے بنیادی اصلاح کرنے میں تمام قوم کی راہنمائی کی۔ اس اصلاح کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ جب ہیکل کی مرمت کی جا رہی تھی تو توریت کا ایک نسخہ ملا۔ غالباً یہ استثنا کی کتاب کی نقل یا اس کے کچھ حصے کی نقل تھی۔ بادشاہ نے خاص و عوام تمام لوگوں کو بلایا اور ان کے سامنے اس کتاب کو خود پڑھا۔ پھر اس نے خدا کے ساتھ تمام قوم کے عہد کی تجدید کی۔ اس نے کنعانیوں اور اسوریوں کی پرستش کی تمام اشیاء کو تلف کرا دیا۔ اس نے مقامی پرستش گاہوں، ارواحیت اور انسانی قربانیوں کو بند کرا دیا اور حکم دیا کہ عیدِ فسح یروشلیم میں منائی جائے۔

"اس سے پہلے کوئی بادشاہ اسکی مانند نہیں ہوا تھا جو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور سے موسیٰ کی ساری شریعت کے مطابق خداوند کی طرف رجوع لایا ہو اور نہ اس کے بعد کوئی اس کی مانند برپا ہوا" (۲۔سلاطین ۲۳: ۲۵)۔

ان اصلاحات کے پس پشت یقیناً یرمیاہ نبی کا ہاتھ تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ نبی کو ان کی سطحی حالت پر بھی افسوس ہوا۔ چنانچہ اس نے لوگوں کی توجہ بے وفا اسرائیل کی عاقبت کی طرف دلائی اور کہا:

"خداوند فرماتا ہے کہ باوجود اس سب کے اس کی بے وفا بہن یہوداہ سچے دل سے میری طرف نہ پھری بلکہ ریاکاری سے"

(یرمیاہ ۳: ۱۰)۔

یرمیاہ نبی نے اکثر انسان کے "دِل کی سختی" کی طرف اشارہ کیا جو "سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز اور لاعلاج ہے" اور نئے عہد کے اُس زمانہ کی طرف دیکھا جبکہ خُدا اپنی شریعت آدمیوں کے باطن میں رکھے گا اور اُن کے دِل پر اُسے لکھے گا

(یرمیاہ ۷ : ۲۴؛ ۹ : ۱۷؛ ۳۱ : ۳۳)۔

واقعات نے یرمیاہ کا خیال درُست ثابت کیا۔ یُوسیاہ کی اصلاحات زیادہ دیر تک قائم نہ رہیں کیونکہ اُس کے بیٹے یہُویقیم نے تخت نشین ہوتے ہی اُس کے اچھے کاموں پر پانی پھیر دیا۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ نئے بادشاہ نے اپنے لئے پُرشکوہ محل بنانے کے لئے بیگاروں سے کام لیا، اِس لئے یرمیاہ نبی نے اُس کی بڑی سخت مذمّت کی:

"اُس پر افسوس جو اپنے گھر کو بے اِنصافی سے اور اپنے بالاخانوں کو ظُلم سے بناتا ہے۔ جو اپنے پڑوسی سے بیگار لیتا ہے اور اُسکی مزدُوری اُسے نہیں دیتا۔ جو کہتا ہے مَیں اپنے لئے بڑا مکان اور ہوادار بالاخانہ بناؤں گا اور وُہ اپنے لئے جھنجھریاں بناتا ہے اور دیودار کی لکڑی کی چھت لگاتا ہے اور اُسے شنگرفی کرتا ہے۔ کیا تُو اِسی لئے سلطنت کریگا کہ تجھے دیودار کے کام کا شوق ہے؟ کیا تیرے باپ نے نہیں کھایا پیا اور عدالت وصداقت نہیں کی جس سے اُسکا بھلا ہُوا؟ اُس نے مسکین اور مُحتاج کا اِنصاف کیا۔ اِسی سے اُسکا بھلا ہُوا۔ کیا یہی میرا عرفان نہ تھا؟ خُداوند فرماتا ہے۔ پر تیری آنکھیں اور تیرا دِل فقط لالچ اور بے گُناہ کا خُون بہانے اور ظلم وستم پر لگے ہیں"

(یرمیاہ ۲۲ : ۱۳-۱۷)۔

اِس قسم کے بیباک بیان سے یرمیاہ نبی یہُویقیم بادشاہ سے کسی قسم کی بھلائی کی توقع نہیں رکھ سکتا تھا۔ پس جب بادشاہ اپنے سرمائی محل میں انگیٹھی کے سامنے بیٹھا ہُوا تھا اور یہوداہ پر متوقع عدالت کے بارے میں یرمیاہ کے اِنتباہ کا طُومار پڑھا گیا تو اُس نے قلمتراش سے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں ڈال دیا (یرمیاہ ۳۶ : ۲۱-۲۳)۔ چنانچہ یرمیاہ کو رُوپوش ہونے کے لئے فرار ہونا پڑا۔

اِس عرصہ کے دَوران دُنیا کے منظر پر بڑی اہم تبدیلیاں ہُوئیں۔ گذشتہ دوسو (۲۰۰)

سال میں اسُور مشرقِ قریب کی سب سے زبردست قوت تھا اور اُس کی فوجوں نے بارہا اِسرائیل اور یہوداہ کے اِردگرد کے علاقوں کو روندا تھا۔ لیکن ۶۱۶ ق م میں اسُور پر بابلی خاندان کے بانی نبو پولاسّر[1] نے حملہ کیا اور ۶۱۲ ق م میں ڈھائی ماہ کے مُحاصرہ کے بعد نینوہ (اسور کا دارالحکومت) کو فتح کر لیا۔ اسور کی شکست پر کسی نے بھی آنسو نہ بہائے۔ یُوناہ کی کِتاب دکھاتی ہے کہ نینوہ کی توبہ اور مُعافی کو ایک اِسرائیلی بڑی مُشکِل سے قبول کرتا ہے۔ ناحوم نبی نینوہ کے ظلم وستم کے بارے میں ردِّ عمل کو یُوں ظاہر کرتا ہے:

"خونریز شہر پر افسوس! وُہ جھُوٹ اور لُوٹ سے بالکُل بھرا ہے۔ وُہ لُوٹ مار سے باز نہیں آتا . . . ربُّ الافواج فرماتا ہے دیکھ مَیں تیرا مخالِف ہُوں . . . تیرا حال سُن کر سب تالی بجائیں گے کیونکہ کون ہے جس پر ہمیشہ تیری شرارت کا بار نہ تھا" (ناحوم ۳ : ۱، ۵، ۱۹)۔

اگرچہ نینوہ مغلوب ہو گیا تو بھی اسور نے فوراً ہی شکست تسلیم نہ کی۔ ۶۰۹ ق م میں مصر کا فرعون نکوہ اُس کی مدد کو گیا لیکن ۶۰۵ ق م میں دریائے فرات کے کنارے کرکمیس کی جنگ میں بابل نے اُسے شکست دے دی)۔ اب بابل سب سے زبردست تھا، اِس لئے اب یہوداہ نے اپنی وفاداری نکوہ سے بدل کر نبوکدنضر سے اُستوار کر لی۔

جب ۶۰۱ ق م میں نبوکدنضر کی فوجیں مصر کی سرحد پر نکوہ کو شکست دینے میں ناکام رہیں تو بادشاہ یہویقیم نے اُسے خراج دینا بند کر دیا۔ یہ بات بغاوت کے مترادف تھی۔ لیکن اِس سے پیشتر کہ نبوکدنضر اِس بغاوت کو فرو کرتا، یہویقیم ۵۹۸ ق م میں مر گیا۔ لہٰذا بابل نے اپنا غصّہ اُس کے بیٹے یہویاکین پر اُتارا۔ وُہ اگلے سال اُس پر جا پڑا اور یروشلیم پر قبضہ کر لیا۔ پھر شاہی خاندان اور رئیسوں کے تین ہزار افراد کو وُہ اسیر کر کے بابل لے گیا اور اِس کے ساتھ ہیکل کا خزانہ بھی۔ اِن اسیروں میں حزقی ایل بھی تھا جو نبی اور کاہن دونوں تھا۔ اُس نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہوداہ

---

[1] Nabopolasser

کے دیرینہ گناہ کے باعث ہیکل سے خُدا کا جلال جاتا رہے گا۔

نبوکدنضر نے یہوداہ کے تخت پر یوسیاہ کے دُوسرے بیٹے صدقیاہ کو بٹھادیا۔ وُہ ایک کمزور شخص تھا اور اُس میں قوتِ فیصلہ بالکل نہیں تھی۔ اُس کے مُشیروں نے اُسے مصر سے مدد طلب کرنے کی صلاح دی لیکن یرمیاہ نے کہا کہ عافیت اسی میں ہے کہ یہوداہ بابل کے ماتحت رہے۔ یرمیاہ بڑا کٹر مُحبِ وطن تھا اس لئے اُس کے لئے اپنے مُلک کو شکست خوردہ دیکھنا بڑا مُشکل تھا اور یہ اس لئے اور بھی زیادہ مُشکل تھا کہ مُبادا اُس کی پالیسیوں کو بغاوت سمجھ لیا جائے۔ وُہ ایک طرح سے بیابان میں پُکارنے والے کی آواز تھا۔ وُہ تنہا ہی قائم رہا اور اُسے تنہا ہی دُکھ اُٹھانے پڑے۔

لیکن بدقسمتی سے صدقیاہ نے "یرمیاہ نبی کے حضور جس نے خُداوند کے مُنہ کی باتیں اُس سے کہیں عاجزی نہ کی" (۲۔تواریخ ۳۶:۱۲)۔ ۵۸۹ ق م میں اُس نے بابل سے علانیہ بغاوت کردی۔ لیکن مصر سے متوقع مدد نہ آئی اور یروشلیم کو دُوسری دفعہ مُحاصرے کا سامنا کرنا پڑا۔ اِس مرتبہ یہ مُحاصرہ ۱۸ ماہ تک جاری رہا اور شہر میں سخت کال پڑ گیا۔ یرمیاہ، ہتھیار ڈالنے پر متواتر زور دیتا رہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے تو اُسے قید میں ڈالا گیا اور پھر اُس کی زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔

۵۸۷/۶ ق م میں بابلیوں نے فصیل میں شگاف ڈال کر شہر پر قبضہ کرلیا۔ اُنہوں نے شہر کی فصیل کو توڑ دیا اور سلیمان کی شاندار ہیکل کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

شاہِ بابل نے یہوداہ کے بچے کھچے لوگوں پر جدلیاہ کو حاکم مقرر کیا اور یرمیاہ نبی اُنہیں بابل کی اطاعت کرنے پر زور دیتا رہا۔ لیکن جدلیاہ کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور باقی لوگ، بے بس یرمیاہ کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹتے ہُوئے مصر کو فرار ہو گئے۔

بنی اسرائیل کی مایوسی کو جاننے کا بہترین طریقہ جب کہ اُن کی ہیکل برباد کردی گئی اور لوگ اسیری میں چلے گئے، یہ ہے کہ نوحہ کی کتاب کو پڑھا جائے:

"وُہ بستی جو خلقت سے معمُور تھی کیسی خالی پڑی ہے!
وُہ خاتونِ اقوام بیوہ سی ہو گئی۔
وُہ ملکۂ ممالک باجگذار بن گئی! ....

دُخترِ صیّون کی سب شان و شوکت جاتی رہی۔
اُسکے اُمراء اُن ہرنوں کی مانند ہو گئے ہیں جنکو چراگاہ نہیں ملتی
اور شکاریوں کے سامنے عاجز ہو جاتے ہیں۔...
اَے سب آنے جانے والو! دیکھو کیا تمہارے نزدیک یہ کچھ نہیں؟
نظر کرو اور دیکھو! کیا کوئی غم میرے غم کی مانند ہے جو مُجھ پر آیا
ہے جسے خُداوند نے اپنے قہرِ شدید کے وقت نازل کیا؟"
(نوحہ ۱:۱، ۶، ۱۲)۔

لیکن یہ خُدا کے نیک بندوں کے لئے کوئی حیرانی کی بات نہیں تھی۔ وُہ جانتے تھے کہ خُدا کے عہد کا انحصار صرف اُس کے وعدوں ہی پر نہیں بلکہ بنی اسرائیل کی فرمانبرداری پر بھی ہے۔ شروع ہی میں مُوسیٰ نے اُنہیں نافرمانی کے نتائج سے آگاہ کر دیا تھا اور انبیاء بھی اِس بات پر زور دیتے رہے کہ اگر قوم توبہ نہیں کرے گی تو اُسے عدالت کا سامنا کرنا ہوگا:

"اور خُداوند اُنکے باپ دادا کے خُدا نے اپنے پیغمبروں کو اُنکے پاس بروقت بھیج بھیج کر پیغام بھیجا کیونکہ اُسے اپنے لوگوں اور اپنے مسکن پر ترس آتا تھا" (۲۔تواریخ ۳۶:۱۵)۔

بابل کی اسیری سے بحالی

بابل کی اسیری پچاس سال تک جاری رہی۔ اگرچہ اسیروں کو اُن کے گھروں سے زبردستی نکال کر جلاوطن کیا گیا تھا، تاہم اُنہیں وہاں کافی حد تک آزادی حاصل تھی۔ یرمیاہ نبی نے اُن کے پہلے جتھے کو خط لکھا اور اُنہیں کہا کہ "تم گھر بناؤ اور اُن میں بسو اور باغ لگاؤ اور اُن کا پھل کھاؤ۔ بیویاں کرو تاکہ تم سے بیٹے بیٹیاں پیدا ہوں" (یرمیاہ ۲۹: ۵، ۶)۔

اُن کے لئے سب سے سخت آزمائش مذہبی تھی کیونکہ جب سے وُہ اپنی ہیکل

اور قربانیوں سے علیحدہ ہوئے تھے وہ اپنے آپ کو روحانی طور پر گمراہ محسوس کرتے تھے۔ لیکن اُن کی راہنمائی کے لئے حزقی ایل نبی اُن کے درمیان تھا۔ وہ اب بھی اُنہیں خدا کے کلام سے آگاہ کیا کرتا تھا۔ اُس نے یہاں تک دعوٰے کیا کہ "جب میں نہر کبار کے کنارے پر اسیروں کے درمیان تھا" تو خداوند کے جلال کو دیکھا (حزقی ایل ۱:۱) یعنی وُہی جلال جو ہیکل میں سکونت کرتا تھا۔ پس خدا نے اُنہیں پوری طرح ترک نہیں کیا تھا۔

۵۵۹ ق م میں خورس دوم قریب کی فارسی سلطنت کے تخت پر بیٹھا۔ ۹ سال بعد مادی فوجوں کو شکست دینے کے بعد وُہ مادی سلطنت کا بھی بادشاہ بن گیا اور یوں فارسی اور مادی سلطنتیں متحد ہوگئیں۔ لیکن یہ خورس کی اچھے فوجی مستقبل کی صرف ابتداء ہی تھی۔ ۵۴۶ ق م میں اُس نے لُودیہ کے بے حد دولت مند بادشاہ کو شکست دی اور ایشیائے کوچک کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔

یہودی اسیروں نے اس بڑھتی ہوئی اُمید کے ساتھ خورس کی فتوحات کے بارے میں سُنا ہوگا کہ اب بابل کی غلامی سے اُن کی رہائی جلد ہوگی۔ وُہ جانتے تھے کہ ایک دن خدا اُنہیں رہائی دے گا کیونکہ اُن کے نبی تنبیہ کے ساتھ ساتھ اُمید کی کرن بھی دکھایا کرتے تھے۔ یہوواہ کے اِن وعدوں پر ہی اسیر یہودی تکیہ کئے ہوئے تھے۔

سب سے صاف اور نجات کے سب سے قریبی وعدے یسعیاہ ابواب ۴۰-۵۵ میں ملتے ہیں۔ اُس کا پیغام ہے کہ یہوواہ، بُت پرستوں کے دیوتاؤں کی مانند نہیں ہے۔ وُہ زندہ خدا اور تمام کائنات کا خالق ہے اور وُہ آدمیوں کی سلطنتوں میں حکومت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بے دین بادشاہ بھی اُس کی قدرت کے ہتھیار ہیں۔ یہ وُہی تھا جس نے خورس کو اپنی اُمت کو رہائی دِلانے کے لئے برپا کیا تھا:

"کس نے مشرق سے اُسکو برپا کیا جسکو وُہ صداقت سے
قدموں میں بُلاتا ہے؟ وُہ قوموں کو اُس کے حوالے کرتا اور اُسے
بادشاہوں پر مُسلط کرتا ہے اور اُنکو خاک کی مانند اُسکی تلوار کے
اور اُڑتی ہوئی بھوسی کی مانند اُسکی کمان کے حوالہ کرتا ہے ...

یہ کس نے کیا اور ابتدائی پُشتوں کو طلب کر کے انجام دیا؟
میں خداوند نے جو اوّل و آخر ہوں۔ وُہ مَیں ہی ہُوں"۔
(یسعیاہ ۴۱: ۲، ۴)۔

"خداوند اپنے ممسوح خورس کے حق میں یُوں فرماتا ہے کہ
میں نے اُسکا دہنا ہاتھ پکڑا کہ اُمتوں کو اُس کے سامنے زیر کروں
اور بادشاہوں کی کمریں کھلوا ڈالوں اور دروازوں کو اُس کے لئے
کھول دُوں اور پھاٹک بند نہ کئے جائینگے۔ میں تیرے آگے
آگے چلونگا اور ناہموار جگہوں کو ہموار بنا دُونگا۔ مَیں پیتل کے
دروازوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرُونگا اور لوہے کے بینڈوں کو کاٹ
ڈالونگا ....

میں نے اپنے خادم یعقوب اور اپنے برگزیدہ اسرائیل کی
خاطر تجھے نام لیکر بُلایا۔ مَیں نے تجھے ایک لقب بخشا۔ اگرچہ
تُو مجھکو نہیں جانتا۔ مَیں ہی خداوند ہُوں اور کوئی نہیں۔ میرے
سوا کوئی خدا نہیں۔ مَیں نے تیری کمر باندھی اگرچہ تُو نے مجھے نہ
پہچانا" (یسعیاہ ۴۵: ۱-۲، ۴-۵)۔

۵۳۹ ق م میں یہودیوں کو وُہ رہائی مل گئی جس کا وُہ کافی عرصہ سے انتظار کر رہے تھے۔ شاہِ بابل بیلشضر نے دیوار پر ایک تحریر دیکھی اور اُسی رات بابل پر فارس نے قبضہ کرلیا۔ شاہِ فارس خورس نے فوراً ہی دو فرمان جاری کئے جن میں اُس نے یہودی جلاوطنوں کو اپنے وطن جانے اور ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ دُوسرا فرمان، جس میں ہیکل کے لئے عمارتی سامان اور پیمائش درج تھی، عزرا ۶: ۳-۵ میں محفوظ ہے۔ خورس کا یہ فرمان اُس کی مذاہب کے بارے میں عام پالیسی کے عین مطابق تھا۔

پروفیسر ایف۔ ایف بروس رقمطراز ہیں:

"خورس کا سلطنت کے بارے میں نظریہ، اسوریوں سے بالکل مختلف تھا۔ اسوری اپنی رعایا پر اپنے بڑے دیوتا کی پرستش کو لازمی قرار دینے اور اپنی رعایا

کے دیوتاؤں کو مغلوب کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ لیکن خورس اِس قسم کی پالیسی کے ذریعہ اپنی رعایا کے مذہبی احساسات مجروح نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اِس کے برعکس وُہ اُن کے مختلف دیوتاؤں کی پرستش میں کوئی حِصّہ ادا کرکے اُن کے احساسات کو تسکین پہنچاتا تھا۔"

جب اِسرائیلی اسیروں کو اُن کی رہائی کی خبر ملی تو جو اطمینان اَور خوشی اُنہیں حاصل ہُوئی اِس کا اندازہ لگانا بڑا مُشکل ہے:

"جب خُداوند صیّون کے اسیروں کو واپس لایا
تو ہم خواب دیکھنے والوں کی مانند تھے۔
اُس وقت ہمارے مُنہ میں ہنسی
اَور ہماری زبان پر راگنی تھی۔
تب قوموں میں یہ چرچا ہونے لگا
کہ خُداوند نے اِن کے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔
خداوند نے ہمارے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں
اَور ہم شادمان ہیں" (زبور ۱۲۶: ۱-۳)۔

جب اسرائیل نے اپنی گذشتہ تاریخ اَور اپنے خُدا کی ثابت قدم محبّت پر غور کیا تو اُس نے اُس کی محبّت کی تین نمایاں مثالیں دیکھیں۔ اِن تینوں موقعوں پر خُدا نے اپنے فضل میں پہل کی اور تینوں موقعوں پر اُس نے اپنے لوگوں کو وعدہ کئے ہُوئے مُلک کو بلایا۔ پہلی مثال میں وُہ ابرہام کو مسوپتامیہ سے لایا، دُوسری میں بارہ قبیلوں کو مصر سے اَور تیسری میں بابل سے اسیروں کو۔

خورس کے فرمان سے تمام یہودی اسیروں نے فائدہ نہیں اُٹھایا اَور نہ واپس جانا قبُول کیا۔ کافی لوگ وہیں رہے۔ آستر کی کتاب میں اخسویرس کے زمانہ میں جس نے فارس پر ۴۸۶ - ۴۶۵ ق م تک حکومت کی، اُن میں سے بعض کے بارے میں بڑی ڈرامائی کہانی بیان ہُوئی ہے۔

بحالی کے تین مرحلے تھے۔ عام نظریہ کے مُطابق پہلے زرُبّابل ہیکل کو بحال کرنے کو گیا (۵۳۸ ق م)، پھر عزرا شریعت بحال کرنے گیا (۴۵۸ ق م) اَور آخر میں نحمیاہ

شہر کی فصیل بنانے کے لئے گیا (۴۴۵ ق م)۔

یہُودیوں کی پہلی اَور بڑی جماعت خورس کے فرمان جاری کرنے کے ایک سال بعد اپنے وطن روانہ ہُوئی (۵۳۸ ق م میں)۔ اُن کی راہنمائی بادشاہ یہُویقیم کے پوتے زرُبّابل اَور سردار کاہن یشُوع نے کی۔ جُونہی وُہ یروشلیم پہنچے اُنہوں نے سوختنی قربانی کا مذبح تعمیر کیا اَور ہیکل کی بنیادیں کھڑی کیں۔ جب سامریوں کے تعاوُن کا اِنکار کر دیا گیا تو وُہ تعمیر کی مخالفت کرنے لگے۔ چنانچہ ۱۵ سال تک کام بند رہا۔

پھر جب کام دوبارہ شرُوع ہُوا تو یہ زیادہ تر حجّی اَور زکریاہ نبی کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے ہُوا۔ حجّی نبی نے لوگوں کو سرزنش کرتے ہُوئے کہا کہ وُہ اَپنے گھر کو تو تعمیر کرتے ہیں لیکن خُدا کا گھر وَیسے ہی ہے:

"تُم میں سے کِس نے اِس ہیکل کی پہلی رَونق کو دیکھا؟ اَور اب کیسی دِکھائی دیتی ہے؟ کیا یہ تُمہاری نظر میں ناچیز نہیں ہے؟ لیکن اے زرُبّابل حوصلہ رکھ خُداوند فرماتا ہے اَور اے سردار کاہن یشُوع بن یہوصدق حوصلہ رکھ اَور اَے ملک کے سب لوگو حوصلہ رکھو خُداوند فرماتا ہے اور کام کرو کیونکہ مَیں تُمہارے ساتھ ہُوں ربّ الافواج فرماتا ہے" (حجّی ۲: ۳-۴)۔

زکریاہ نبی نے بھی حوصلہ افزائی کی:

"زرُبّابل کے ہاتھوں نے اِس گھر کی نیو ڈالی اَور اُسی کے ہاتھ اِسے تمام بھی کریں گے" (زکریاہ ۴: ۹)۔

چنانچہ ۵۲۰ ق م میں کام پھر شرُوع ہُوا اَور ۵۱۵ ق م میں ختم ہُوا یعنی اُس کی تباہی کے قریباً ۷۰ سال بعد۔

اَب ہم اسیری کے اِسرائیل کی قَومی زندگی کی تعمیر کی دُوسری اسٹیج کی طرف آتے ہیں۔ پہلی اَور دُوسری اسٹیج کے درمیان تقریباً ۵۷ سال کا وقفہ ہے۔ اِس کی راہنمائی عزرا نے کی جو کاہن اَور فقیہہ دونوں تھا، اَور بعض عُلماء اُسے بابلی حکُومت میں اِسرائیلی مُعاملات کا وزیرِ مملکت بیان کرتے ہیں۔ اُسے ارتخششتا اوّل (۴۶۵-۴۲۳ ق م) نے اِن ہدایات کے ساتھ بھیجا: "تو بادشاہ اَور اُس کے ساتوں مُشیروں

کی طرف سے بھیجا جاتا ہے تاکہ اپنے خُدا کی شریعت کے مُطابق جو تیرے ہاتھ میں ہے یہُوداہ اور یروشلیم کا حال دریافت کرے" (عزرا ۷: ۱۴)۔ اُس کی ذمہ داری یہ تھی کہ وُہ شریعت کے مُطابق اسرائیل کی مذہبی اور اخلاقی زندگی کی بحالی کی نگرانی کرے۔

اِس کے تیرہ[۱۳] سال بعد نحمیاہ کو بھیجا گیا تاکہ وُہ شہر اور خاص طور پر فصیل کو دوبارہ تعمیر کرے۔ اِسے بھی ارتخششتا بادشاہ نے بھیجا تھا۔ اُس نے آتے ہی مقامی حاکموں سے کہا:

"ہم کیسی مُصیبت میں ہیں کہ یروشلیم اُجاڑ پڑا ہے اور اِسکے
پھاٹک آگ سے جلے ہُوئے ہیں۔ آؤ ہم یروشلیم کی فصیل بنائیں
تاکہ آگے کو ہم ذِلت کا نشان نہ رہیں" (نحمیاہ ۲: ۱۷)۔

مُخالفت اور دھمکیوں کے باوجُود بھی فصیل کو ۵۲ دِنوں میں مکمّل کر لیا گیا۔ پھر تمام لوگوں کو جمع کیا گیا اور عزرا اور لاویوں نے خُدا کی شریعت کو بُلند آواز سے پڑھا اور اِس کی تشریح کی۔ اُس وقت اپنے قومی گناہ کا اقرار کیا گیا اور لوگوں نے خُدا کے ساتھ عہد کی تجدید کی کہ وُہ آئندہ خُدا کی شریعت کی پیروی کریں گے۔ آخر میں نو تعمیر شُدہ فصیل کو بڑی خوشی مناتے ہُوئے مخصُوص کیا گیا اور "یروشلیم کی خوشی کی آواز دُور تک سُنائی دیتی تھی" (نحمیاہ ۱۲: ۴۳)۔

بدقسمتی سے جیسے پہلی قومی اصلاحات کے بارے میں ہُوا، ویسے ہی اِس مرتبہ بھی لوگوں نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو پُورا نہیں کیا۔ کیونکہ جب کچھ عرصہ بعد نحمیاہ دوبارہ آیا تو اُس نے کئی افسوسناک بے ضابطگیاں دیکھیں مثلاً لوگ دہ یکی نہیں دے رہے تھے، سبت کی پابندی نہیں کرتے تھے اور اپنے اِردگرد کی قوموں میں شادیاں کر رہے تھے۔ لیکن نحمیاہ نے اِن باتوں کو خُدا کی شریعت کے مُطابق سُلجھایا۔

غالباً ملاکی نبی کی نبوّت اِسی زمانہ کی ہے کیونکہ جن باتوں کا اُس میں حوالہ دیا گیا ہے بعینہٖ وُہی ہیں، مثلاً مخلُوط شادیاں اور طلاق، دہ یکی دینے میں سُستی اور خُدا کے حضُور عیب دار جانوروں کی قُربانی چڑھانا۔

دو[۲] عہدوں کے درمیان کا عرصہ

اِسرائیل کو وعدہ کئے ہُوئے المسیح کے آنے تک مزید چار سَو[۴۰۰] سال انتظار کرنا پڑا۔ اِس دَور کو "دو[۲] عہدوں کے درمیان کا عرصہ" کہا جاتا ہے کیونکہ اِس عرصے کے دوران پُرانے یا نئے عہدنامہ کی کوئی بھی کتاب نہیں لِکھی گئی اور نبوّت کی آواز بھی خاموش رہی۔ غیر الہامی کِتاب (اپاکرفا) ۱۔مکابین میں اِس زمانہ (۱۷۵-۱۳۴ ق م) کے واقعات کا متعدد بار ذِکر آیا ہے۔ اُس میں اِس زمانہ کو اِسرائیل کے لئے بڑی مُصیبت کا زمانہ بتایا گیا ہے:

"اسرائیل میں ایسی سخت ایذارسانی برپا ہُوئی کہ جب سے اُن کے درمیان کوئی نبی مبعُوث نہ ہُوا ویسی کبھی واقع نہ ہُوئی تھی" (۱۔ مکابین ۹: ۲۷)۔ یہ مزید بتاتی ہے کہ "اسلئے یہُودیوں اور اُن کے کاہنوں کے نزدیک یہ مُناسب معلُوم ہُوا کہ شمعون ہمیشہ کے لئے رئیس اور کاہنِ اعظم رہے جب تک کوئی مُعتبر نبی برپا نہ ہو" (۱۔مکابین ۱۴: ۱۴)۔

تاہم، اِس عرصے کے بارے میں کُچھ حوالجات دانی ایل کی کتاب میں بھی مِلتے ہیں جو یقیناً ایک مُشکل کِتاب ہے۔ اِس میں بہُت سے خوابوں اور رویاؤں کا ذِکر ہے جن میں سے چند ایک کے بارے میں کھول کر بتایا گیا ہے جبکہ باقیوں کے بارے میں ادھورا یا بالکُل ہی بیان نہیں کیا گیا۔

عام طور پر یہ عظیم سَلطنتوں کے عرُوج اور زوال کے مُتعلق بتاتے ہیں، خاص طور پر جب اُن کا اثر خُدا کے لوگوں پر پڑتا ہو۔ اِن میں سب سے بہترین مثال نبوکدنضر کے اُس خواب کی ہے جس میں اُس نے ایک عظیم مُورت دیکھی تھی، جس کا سر سونے کا، سینہ اور بازو چاندی کے، پیٹ اور جانگیں تانبے کی، ٹانگیں لوہے کی اور پاؤں لوہے اور مٹّی کے تھے۔ پھر اُس نے دیکھا کہ ایک بڑا پتھر اُس مُورت کے پاؤں پر گرا اور وُہ مُورت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑی۔ دانی ایل نے اِس خواب کی تفسیر کرتے ہُوئے بتایا کہ اِس کا تعلق اُس وقت کی حکومت اور بعد کی سلطنتوں سے ہے۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ حکومتیں بابل (وُہ سونے کا سر تُو ہی ہے)، مادی/ فارسی (سینہ اور بازو)، یُونان (تانبے کی جو تمام زمین پر حکومت کرے گی) اور رومہ تھیں (جِسکی سلطنت میں تفرقہ ہوگا)۔

اگر یہ تشریح درست ہے تو وُہ پتھر جو "ہاتھ لگائے بغیر ہی کاٹا گیا" المسیح کی بادشاہت ہوگی جس کے بارے میں دانی ایل کہتا ہے:

"آسمان کا خُدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی" (دانی ایل ۲: ۴۴)۔

اُس خواب کے مُطابق عظیم سلطنتیں یکے بعد دیگرے برپا ہُوئیں۔ اُنہوں نے ایسے حالات مہیا کئے جن میں خُدا نے اپنے مخلصی کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ بابلی سلطنت ۶۰۵ تا ۵۳۹ ق م، مادی/ فارسی ۵۳۹ تا ۳۳۱ ق م، یونانی ۳۳۱ تا ۶۳ ق م اور رومی ۶۳ ق م سے مسیحی زمانہ تک۔

دانی ایل کی کتاب کے بعد کے ابواب زیادہ واضح ہیں۔ اُس کا باب ۸ میں مرقوم خواب ایک زبردست مینڈھے کے بارے میں ہے جو مغرب، شمال اور جنوب پر حملہ کرتا ہے اور کوئی حیوان اُس کے مُقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اُس کے دو سینگ مادی/ فارسی سلطنت کو ظاہر کرتے ہیں (آیت ۲۰)۔ "پھر ایک بکرا مغرب کی طرف سے آ کر تمام رُوئے زمین پر پھرا" اور "جسیم بکرا یونان کا بادشاہ ہے" (آیت ۲۱)۔ یہ وُہ یونانی سلطنت تھی جو مکدُنیہ کے فلپ کی سربراہی میں قائم ہُوئی۔ "اُس بکرے کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک عجیب سینگ تھا"۔ یہ عجیب سینگ فلپ کا بیٹا سکندرِ اعظم تھا جس نے بڑی تیز رفتاری کے ساتھ ایشیائے کوچک، صُور، غزہ اور مصر پر فتح حاصل کی اور ۳۳۱ ق م میں فارسی فوجوں کو شکست دی۔

"اور وُہ بکرا نہایت بزرگ ہُوا" (آیت ۸)۔ غالباً یہ سکندر کی اُن مُہمّات کی طرف اشارہ ہے جو اُس نے افغانستان سے گذر کر ہندوستان تک انجام دیں۔ "اور جب وہ نہایت زور آور ہُوا تو اُس کا بڑا سینگ ٹُوٹ گیا"؛ سکندرِ اعظم اپنے زمانۂ عروج میں ۳۲۳ ق م میں بابل میں مر گیا۔ "اور اُسکی جگہ چار عجیب سینگ آسمان کی چاروں ہواؤں کی طرف نکلے"؛ سکندرِ اعظم کی سلطنت اُس کے چار جزؤں میں تقسیم ہو گئی، مکدُنیہ اور یونان، تھریسیہ یا مغربی ایشیا، شام اور بابل (سلوکس کے ماتحت) اور مصر (بطلیمی کے ماتحت)۔

ان میں سے آخری دو سلطنتیں اسرائیل کی قسمت پر ۳۰۰ سال چھائی رہیں۔

اِن کے زمانہ میں "مُلک میں تکلیف و مُصیبت بڑھتی گئی" (۱-مکابین ۱: ۹)۔ جسطرح ابتدائی صدیوں میں فلسطین بفر اسٹیٹ تھا یعنی شمال مشرق میں اسوری۔ بابلی۔ فارسی سلطنتوں اور جنوب مغرب میں مصر کے درمیان، اُسی طرح اب یہوداہ شام میں سلوکس خاندان کی حکومت اور مصر میں بطلیمی خاندان کی حکومت کے درمیان پھنسا ہُوا تھا۔ دانی ایل باب ۱۱ میں سلوکس کو "شاہِ شمال" اور مصر کو "شاہِ جنوب" کہا گیا ہے۔ یہ دونوں خاندان پہلی صدی ق م کے وسط تک حکومت کرتے رہے اور اِس دوران اُن کے آپس کے تعلقات کشیدہ رہتے تھے یہاں تک کہ کئی دفعہ جنگ و جدل تک نوبت پہنچی۔ چنانچہ یہوداہ کبھی ایک کے ماتحت ہوتا اور کبھی دُوسرے کے۔

اب پھر ہم دانی ایل کی جسیم بکرے کی رویا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اُس بکرے کے بڑے سینگ کی جگہ چار عجیب سینگ نکلنے کے بعد رویا یُوں آگے بڑھتی ہے:

"اور اُن میں سے ایک سے ایک چھوٹا سینگ نکلا جو جنوب اور مشرق اور جلالی مُلک کی طرف بے نہایت بڑھ گیا۔ اور وُہ بڑھکر اجرامِ فلک تک پہنچا اور اُس نے . . . اجرام کے فرمانروا تک اپنے آپ کو بُلند کیا اور اُس سے دائمی قربانی کو چھین لیا اور اُسکا مقدِس گرا دیا . . . اُس نے سچائی کو زمین پر پٹک دیا"

(دانی ایل ۸: ۹-۱۲)۔

اِس چھوٹے سینگ کو ایک "زبردست بادشاہ" بتایا گیا ہے "جو زور آوروں اور مُقدّس لوگوں کو برباد کرے گا" (دانی ایل ۸: ۲۳-۲۴)۔ یہ بلاشُبہ انطاکس اپفنیس (۱۷۵-۱۶۳ ق م) کی طرف اشارہ ہے جسے دانی ایل ۱۱: ۲۱ میں "پاجی" کہا گیا ہے۔ ۱۶۷ ق م میں انطاکس اپفنیس نے ہیکل میں قربانیاں چڑھانا بند کرنے، پاک صحیفوں کو برباد کرنے، ختنہ نہ کرنے اور سبّت اور کھانوں کے بارے میں احکام معطّل کرنے کا حُکم دیا۔ دسمبر کے مہینہ میں یہ مخالفت اپنے عروج کو پہنچی۔ ایک نیا مذبح

زیوس دیوتا "آسمان کا خُداوند" جس کے مُتعلق انطاکس کا دعویٰ تھا کہ وُہ مُجسّم ہُوا ہے کے لئے مخصوص کیا گیا اور ایک ناپاک جانور (سُوئر) کی قُربانی اُس پر چڑھائی گئی۔ یُوں سوختنی قربانیاں موقُوف ہو گئیں اور مذبح کو "اُجاڑنے والی مکرُوہ چیز" نے ناپاک کر دیا (دانی ایل ۱۱: ۳۱)۔

بادشاہ کے اِس فرمان کا اِطلاق صُوبوں اور یروشلیم دونوں پر ہوتا تھا اور خلاف ورزی کی سزا مَوت تھی۔ کُچھ لوگوں نے اِس حُکم کو مانا اور دیگر نے اِس کی مزاحمت کی۔ اُنہوں نے اِسے ماننے کی بجائے مَوت کو قبُول کیا۔ اُس وقت بے پناہ تشدّد اور قتل و غارت کیا گیا۔ اِس ظلم و ستم کا مختصر سا بیان مکابین کی کُتب میں مِلتا ہے۔ لوگ "تلوار اور آگ اور اسیری اور لُوٹ مار" سے ہلاک و تباہ ہُوئے (دانی ایل ۱۱: ۳۳)۔ غالباً یہی وُہ واقعہ ہے جس کا حوالہ عبرانیوں کے خط کا مُصنّف یہ لکھتے ہُوئے دیتا ہے کہ

"بعض مار کھاتے کھاتے مَر گئے مگر رہائی منظُور نہ کی تاکہ اُن کو بہتر قیامت نصیب ہو۔ بعض ٹھٹھوں میں اُڑائے جانے اور کوڑے کھانے بلکہ زنجیروں میں باندھے جانے اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے۔ سنگسار کئے گئے، آرے سے چیرے گئے، آزمائش میں پڑے، تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہُوئے محتاجی میں، مُصیبت میں، بدسلُوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے۔ دُنیا اُن کے لائق نہ تھی۔ وُہ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھرا کئے" (عبرانیوں ۱۱: ۳۵ - ۳۸)۔

سب سے پہلے سردار کاہن متتیاہ نے مُنظّم مزاحمت کا آغاز کیا۔ اُس نے ایک غدّار یہُودی اور ایک سرکاری افسر کو قتل کر دیا جو اُسے قُربانی چڑھانے کی دعوت دے رہے تھے۔ یُوں ایک گوریلا جنگ شُروع ہو گئی جس کے دوران بے دینوں کا تعمیر کردہ مذبح ڈھا دیا گیا، یہُودی بچوں کا زبردستی ختنہ کیا گیا اور غدّاروں کو قتل کر دیا گیا۔

متتیاہ ۱۶۶ ق م میں مر گیا اور اسکی جگہ اُسکے تینوں بیٹوں نے لی۔ بڑا بیٹا یہوداہ تھا جسے مکابی کا لقب دیا گیا۔ مکابی کا توصیفی مطلب "ہتھوڑا" یا "اکھاڑنے والا" ہے (۱۶۶ - ۱۶۱ ق م)۔ دُوسرا بیٹا یونتن (۱۶۱ - ۱۴۳ ق م) اور تیسرا شمعون تھا (۱۴۳ - ۱۳۵ ق م)۔ اُن کی غیر قوم حاکموں کے خِلاف بغاوت اور غیر معمُولی فوجی فتوحات کا بیان مکابیین کی کُتب میں مِلتا ہے۔

غالباً اُن کی تاریخ میں سب سے فتحمند لمحہ ۱۶۴ ق م میں آیا جبکہ یہوداہ مکابی کی راہنمائی میں ہیکل کے عِلاقے کو پاک صاف کیا گیا، ہیکل بحال کی گئی، ایک نیا مذبح تعمیر کیا گیا اور قربانیاں پھر چڑھائی جانے لگیں۔

"اور جس وقت اور جس دِن غیر قوموں نے اُسے ناپاک کیا
تھا اُسی وقت اور اُسی دن وُہ حمد سرائی اور طنبُوروں اور بربطوں
اور جھانجھوں کی آواز کے ساتھ مخصُوص کیا گیا"
(۱- مکابیین ۴: ۵۴)۔

آزادی کی جنگ بُہت سالوں تک جاری رہی اور سیاسی خُودمختاری شمعون کے بیٹے یوحنا ہرقان کی راہنمائی میں ۱۲۸ ق م میں حاصِل ہوئی۔ یوحنا، کاہن اور راہنما تھا۔ بعض اُسے نبی اور بادشاہ بھی کہتے ہیں۔ اُس نے اور اُس کے بیٹوں نے یہوداہ کے اِرد گرد کا کافی علاقہ چھین لیا۔

لیکن ۶۳ ق م میں رومی جنرل پومپیئ یروشلیم میں داخِل ہو گیا اور یہاں تک کہ اُس نے پاک مقام میں بھی داخِل ہونے کی جُرأت کی۔ یہوداہ کو رومی عملداری میں شامِل کر لیا گیا اور یہُودیوں کی آزادی پھر چھِن گئی۔

۴۰ ق م میں رومی سینٹ نے ہیرودیس کو جو پہلے ہی گلیل کا حاکم تھا اور جو بعد میں یہوداہ کے چوتھے حِصّے کا حاکم بھی بنا، "یہُودیوں کا بادشاہ" مقرر کیا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنی مملکت کو فتح کر لیا اور ۳۷ ق م میں یروشلیم کا مُحاصرہ کیا اور اُسے فتح کر لیا اور آخری مکابی کاہن/حاکم انتی گونس کو قتل کر دیا۔ چونکہ ہیرودیس اُدومی نسل سے تھا (اگرچہ اُس کا مذہب یہودیت تھا) اِسلئے وُہ کبھی بھی ہردلعزیزی حاصِل نہ کر سکا۔ تاہم وُہ ۳۳ سال تک حکومت کرتا رہا۔ یہ اُسی کا عہد تھا جبکہ ۱۹ ق م

یس ہیکل کی تعمیر کا کام عظیم اُلشان پیمانہ پر شروع کیا گیا۔ ہیکل کی تعمیر ۶۳ء تک جاری رہی تاوقتیکہ رومی افواج نے اُسے تباہ نہ کر دیا۔

مکابیوں کے مُتشکل دَورِ حکومت میں یہودیوں کے درمیان اہم تحریکیں اُٹھتی رہیں جو بعد ازاں ہمارے خُداوند کے زمانہ تک مختلف مذہبی جماعتوں کی صُورت میں پُختہ ہو چُکی تھیں۔

شرُوع شروع میں مکابیوں کی بغاوت ایک طرح کا مذہبی احتجاج تھا۔ یعنی یونانی اثرات کو قبول کرنے سے انکار۔ دراصل مکابیوں کی خفگی اُن سردار کاہنوں کے خلاف تھی جنہیں سلیوکی بادشاہوں نے مُقرر کیا تھا۔ مکابیین کی کتُب کے "مُنحرف یہُودی" وہ اور اُن کے پیرو کار ہیں جو ختنہ کو ختم کرنا اور یونانیوں کا طرزِ زندگی اختیار کرنا چاہتے تھے۔ وُہ یہُودی جو ہر قسم کے یونانی اثرات سے بچنا چاہتے تھے "حسیدین یا راستباز" کہلائے۔ یہ لوگ مکمّل طور پر علیحدہ رہنا چاہتے تھے اور یہی فریسیوں کے آبا و اجداد تھے جو سیاسی آزادی کی نسبت مذہبی آزادی چاہتے تھے۔

لیکن حسّمونی (مکابیوں کا خاندانی نام) صِرف مذہبی آزادی سے مُطمئن نہیں تھے۔ وُہ قومی آزادی بھی چاہتے تھے۔ وُہ ہر قسم کے سیاسی داؤ پیچ لڑاتے تھے اور اُن کے پیرو کار "صدُوقی" کہلائے۔

سیاسی انتہاپسند جو مکابیوں کی آزادی کی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہتے تھے، اُن کو زیلوتیس کہا جاتا تھا۔ یہ جوشیلے انقلابی تھے جو ہر قیمت پر روما سے آزادی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

آخر جب وقت پُورا ہُوا تو خُداوند یسوع مسیح آیا تو لوگوں نے ایک دفعہ اُسے پکڑ کر بادشاہ بنانا چاہا (یوحنّا ۶: ۱۵)۔ لیکن وُہ وہاں سے کھسک گیا۔ اُسے اُنہیں بتانا پڑا کہ اگرچہ وُہ بادشاہ ہے لیکن اُس کی بادشاہی اِس جہاں کی نہیں ہے (یوحنّا ۱۸: ۳۳-۳۸)۔ جو آزادی اُس نے پیش کی وُہ گُناہ کے ظُلم و ستم سے آزادی تھی:

"اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے۔ اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچّائی تم کو آزاد کریگی"

(یوحنّا ۸: ۳۱-۳۲)۔

عظیم سلطنتیں

ذیل میں ق م کے اِن اَدوار کا ذِکر ہے جن میں یہ سلطنتیں اسرائیل کو خاص طور سے متاثر کر رہی تھیں۔

۸۵۴ - ۶۱۶	اسُوری سلطنت
۶۱۲ - ۶۰۵	مِصری سلطنت
۶۰۵ - ۵۳۹	بابلی سلطنت
۵۳۹ - ۳۳۱	فارسی سلطنت
۳۳۱ - ۶۳	یونانی سلطنت (اِس میں سلوکی اَور بطلیمی بھی شامل ہیں)۔
۶۳ -	رومی سلطنت

چند اہم تاریخیں

قریباً ۱۲۸۰ ق م		مِصر سے بنی اسرائیل کا خرُوج۔
" ۱۰۵۰	"	ساؤل بادشاہ کے تحت شاہی حکومت کا قیام۔
" ۱۰۱۰	"	داؤد بادشاہ کی تخت نشینی۔
" ۹۳۰	"	سلیمان بادشاہ کی وفات۔ منقسم سلطنت کا آغاز۔ اِسرائیل ۷۲۲ ق م تک اور یہوداہ ۵۸۶ تک قائم رہا۔
" ۷۲۲	"	سامریہ کی شکست اَور شمالی حکومت کا خاتمہ۔
" ۷۰۱	"	سنحیرب نے یروشلیم کا محاصرہ کیا۔
" ۶۱۲	"	اسُور کے دارالحکومت نینوہ کی شکست۔
" ۵۹۷	"	یروشلیم کی شکست۔ بابلی اسیری کا آغاز۔
" ۵۸۶	"	یروشلیم کی تباہی۔
" ۵۳۹	"	خورس بادشاہ کا فرمان۔ اِس کے ایک سال بعد اسیروں کے

	پہلے گروپ کی واپسی۔
قریباً ۵۱۵ ق م	بحال شدہ ہیکل کو کھول دیا گیا
" ۴۵۸ "	عزرا کی یروشلیم میں آمد۔
" ۴۴۵ "	نحمیاہ کی یروشلیم میں آمد۔
" ۳۲۳ "	سکندرِ اعظم کی وفات۔
" ۱۶۷ "	انطاکس اپفینیس کا ہیکل کو ناپاک کرنا۔ مکابیوں کی بغاوت کا آغاز۔
" ۶۳ "	پومپئی کا یروشلیم تک پہنچنا۔ یہوداہ کا رومی حکومت کے زیرِ تسلط آنا۔

مزید مطالعہ کے لئے کتب

۱۔ بائبل اٹلس از ایچ۔ ایچ۔ رو لے۔

۲۔ تاریخ بائبل از پروفیسر بی۔ ایس۔ ڈین۔

۳۔ بائبل کے زمانہ کے دستور و رسوم از پادری کے۔ ایل۔ ناصر۔

یہ تینوں کتب مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶ فیروز پور روڈ۔ لاہور۔ ۱۶ سے مل سکتی ہیں۔

بائبل مُقدّس خدا کا کلام ہے جس میں اُس نے انسان کی نجات کے منصوبہ کو ازل سے لیکر ابد تک بیان کیا ہے اور اس کا مرکز و محوّر یسوؔع المسیح ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ہم بائبل کو بہتر طور پر جانیں تاکہ اپنی زندگی کے بارے میں خدُا کے مقصد و ارادہ کو اور یسوؔع المسیح کی معرفت اُس نے ہماری نجات کا جو انتظام کیا ہے اُسے سمجھ سکیں۔

اِسی مقصد کے پیشِ نظر مُصنّف نے اِس سلسلۂ کتُب میں بائبل کے دینیاتی، سماجی، جغرافیائی اور تاریخی پس منظر کا جائزہ لیا ہے تاکہ بائبل کے مقصد و مقام اور اُسکے پیغام کو سمجھنے میں مدد مل سکے، اِسکی تعلیمات پر بہتر طور پر عمل کیا جا سکے اور ہماری زندگیاں خدُا کے ازلی ارادہ کے مُطابق ڈھل سکیں۔

اِس سلسلۂ کتُب کے مُصنّف پادری جان۔ آر۔ سٹاٹ ایک معروف مُبشّر اور مُصنّف ہیں۔